امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی علم اصول حدیث پر شہرہ آفاق کتاب

"الموقظة" کا اردو ترجمہ

اُصولِ حدیث

الامام الحافظ المورخ شمس الدین

ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

محمد اسد اللہ خالد

www.KitaboSunnat.com

ادارہ فاروق حامد

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب وسنت (محدث) لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- بسااوقات کسی کتاب کو اس کی مجموعی افادیت کے پیش نظر پبلش کر دیا جاتا ہے جس کے مندرجات سے ادارہ کا کلی اتفاق ضروری نہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب

اُصولِ حدیث

مصنف

الامام الحافظ المورخ شمس الدین

ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبیؒ

مترجم

محمد اسداللہ خالد

اشاعت طبع اوّل ..... مارچ 2023ء ..... شعبان 1444ھ

قیمت 400/-

تعداد 500

پرنٹنگ ..... شفیق پرنٹنگ پریس، لاہور

ناشر ..... ادارہ فکر جدید 128 بلاک ای، سوئی گیس ہاؤسنگ سوسائٹی، فیز 1، لاہور

فون نمبر 0300-4220263

ویب سائٹ ..... www.idarafikrejadeed.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

پیش لفظ 5
مقدمہ 7
الموقظہ 30
حدیثِ صحیح 32
حدیثِ حسن 34
ضعیف 42
مطروح 43
موضوع 44
مُرسَل 46
مُعضَل 49
منقطع 49
موقوف 49
مرفوع 49
متصل 50
مسند 50
شاذ 50
منکر 51
غریب 51
معنعن 52
مسلسل 52
مضطرب ومعلل 57
مدلس 54
الفاظ اداء 61
مدرج 60
آداب محدث 72
مقلوب 66
موافقت واختلاف 96

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

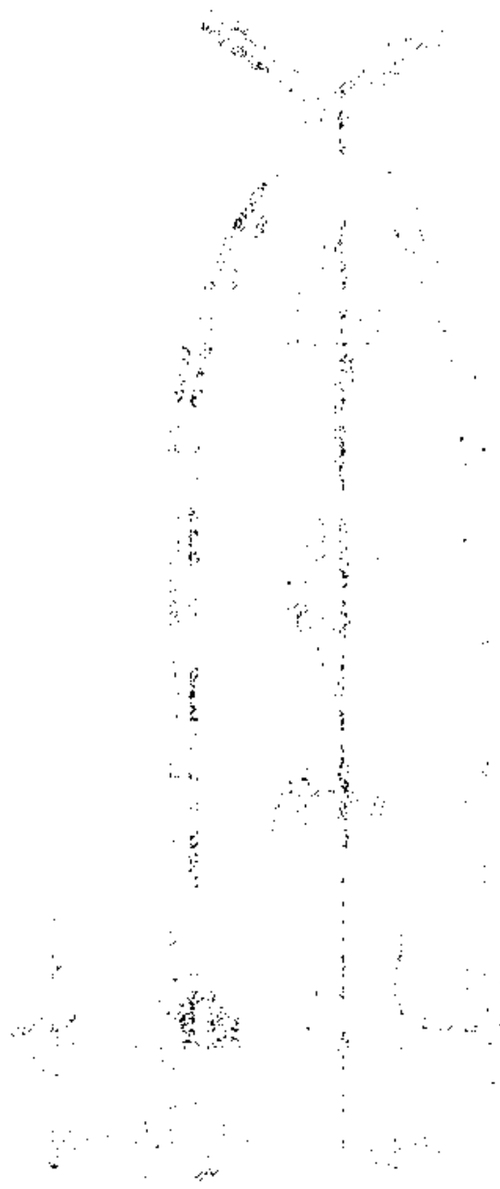

اللہ

کے نام سے شروع کرتا ہوں

جو بڑا ہی مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

امام ذہبی رحمہ اللہ کی دوسری کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے پہلے بھی امام ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب ادارۂ فکر جدید سے شائع ہو چکی ہے۔ جناب اسد اللہ خالد نوجوان مترجم ہیں، عربی ادب اور گرائمر کا خصوصی ذوق اور شوق رکھتے ہیں۔ دونوں کتابیں انھوں نے اردو میں ترجمہ کی ہیں۔ دونوں حدیث کے موضوع پر ہیں۔ پہلی کتاب اُن شہروں کے مختصر تعارف پہ مبنی تھی جہاں سے حدیث کی تعلیم و تدریس کا آغاز ہوا۔ یہ دوسری کتاب علم الحدیث پر ہے۔ یہ کتاب طالبانِ علم الحدیث کے لیے بہت اہم ہے۔ اِس میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے علم الحدیث کی اصطلاحات کو بیان کیا ہے۔ حدیث کو جانچنے اور پرکھنے کے اصول وقواعد میں مکاتب فکر و فقہ کے درمیان اختلاف ہے۔ انھی اصول وقواعد کی روشنی میں احادیث سے استنباطِ مسائل کا طریقہ مختلف ہو جاتا ہے۔ فقہائے کرام اور محدثینِ عظام کا باہمی اختلاف اور پھر فقہاء کا باہمی اختلاف درحقیقت اِسی کا عکاس ہے۔ یہ تنوع اور اختلاف درحقیقت آسانی اور سہولت کا باعث ہے۔ فقہائے کرام اور محدثین کی کاوشیں اور کوششیں دین نہیں ہیں لیکن دین کے مزاج کو سمجھنے اور اس سے واقفیت کا ایک مضبوط ذریعہ اور وسیلہ ضرور ہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنے زمانے میں یہ خدمت بخوبی سرانجام دی۔ آج اس گرانقدر کتاب کا اردو ترجمہ کر کے اسد اللہ خالد صاحب نے بھی اہم خدمت سرانجام دی ہے۔ انھوں نے اُردو دان طبقہ کے لیے آسانی پیدا کر دی ہے کہ وہ علم الحدیث کو زبان کے فاصلے اور رکاوٹ کے بغیر سمجھ سکتے ہیں۔

آخر میں ادارۂ فکر جدید کے وابستگان اور متعلقین کا شکرگزار ہوں جو علمی تحقیقی کام میں ہمارے معاون ہیں۔ ایک کتاب کی تیاری و تکمیل میں مصنف ومترجم کے ساتھ دیگر افراد بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں۔ یہ درحقیقت ایک ٹیم ورک ہے۔ اسد اللہ خالد (مترجم)، محمد عثمان (ڈیزائنر و کمپوزر) اور جناب حسان عارف (پبلشر) کا شکر گزار ہوں، جو اس کی تدوین واشاعت میں شامل رہے۔ اگر اسی طرح اِن تمام افراد کا تعاون رہا تو ہم مزید کتب اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے رہیں گے۔

صاحبزادہ محمد امانت رسول

چیئرمین، ادارۂ فکر جدید، لاہور

10 مارچ 2023ء/ 17 شعبان 1444ھ

❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

مجھ سے ایک نوجوان نے ''حدیث'' سے متعلق یہ سوال کیا تھا کہ اگر حدیث بھی دین ہے تو وہ قرآن کی طرح ایک نسخے کی صورت اور محفوظ کیوں نہیں ہے؟ ہم دیکھتے ہیں حدیث کی کتب بھی مختلف ہیں اور ان میں روایت کردہ احادیث پہ بھی شدید اختلافات ہیں۔ یہ اختلافات راویوں کے متعلق بھی ہیں اور متن میں بھی۔ یہ اختلاف ثقاہت، ضعف اور وضع کا بھی ہے۔ ہر فرقہ اور گروہ اپنی بات اور موقف کے ثبوت میں حدیث پیش کرتا ہے۔ اگر کوئی نماز جمعہ کے بعد دعا کرتا ہے تو اُس کے پاس بھی حدیث ہے اور جو دعا نہیں کرتا، وہ بھی روایت نقل کرتا ہے۔۔۔ رفع یدین کرنے والا حدیث نقل کرتا ہے اور نہ کرنے والا بھی۔ عبادات سے معاملات تک ہر حوالے سے اختلافات ہیں اور اس کی بنیاد حدیث ہے۔ اگر حدیث دین ہے تو پھر ایک ہی امت میں دین مختلف کیوں ہے؟ یہ سوال بہت اہم تھا۔ اس سوال کا ہم جائزہ مختلف پہلوؤں سے لیں گے تا کہ ہم سمجھ سکیں کہ حدیث کا مقام کیا ہے؟ اس سے متعلق معاملات کیا ہیں؟ اور ان سے متعلق ہمارا طرز فکر کیا ہونا چاہیے؟ حدیث کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

((کل ما اضیف الی النبی ﷺ من قول او فعل او تقریر او صفة .))

ہر وہ قول یا فعل یا تقریر یا صفت جس کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف ہو، اسے حدیث کہتے ہیں۔ یعنی حدیث وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک سے منسوب ہے خواہ وہ صحیح ہے یا موضوع، یا ضعیف ہے۔۔۔ منکر ہے یا شاذ۔۔۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک وہ تھا جو رسول اللہ کی زندگی میں تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر و حضر اور جنگ و امن میں وقت گزارا۔ کوئی بھی معاملہ ہوا، اُس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور فیصلہ فرمایا یا جو امور و معاملات میں فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُسے براہِ راست سنا اور اُس پہ عمل کیا۔ وہ عمل انفرادی بھی ہوسکتا ہے اجتماعی بھی۔ لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جا چکے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل یہی رہا کہ وہ اِس میں عافیت خیال کرتے تھے کہ کسی معاملے میں قولِ رسول یا طریقۂ رسول معلوم ہو جائے اور وہ فیصلہ کر دیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ خیال پیدا ہوا کہ کیوں نا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منسوب اقوال و افعال کو لکھ لیا جائے، انھیں جمع کر لیا جائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے سے، یہ تحریک خاص طور پر شروع ہوئی۔ اُس کے بعد حدیث کے باقاعدہ مجموعے وجود میں آنے لگے۔ ان احادیث کو جانچنے اور پرکھنے کے معیارات بھی وجود میں آنے لگے یوں علم الحدیث وجود میں آ گیا۔ اس ذخیرے کو جانچنے کے لیے اصولِ حدیث قائم کیے گئے۔ یہ سب ائمہ حدیث اور محدثین کی طرف سے بلا شبہ بہت بڑی خدمت اور کارنامہ ہے جو انھوں نے سرانجام دیا۔ انھوں نے یہ خدمت رسول اللہ سے محبت و تعلق میں سرانجام دی۔ ہمارے ہاں ایک بہت بڑا اشکال و ابہام یہاں سے پیدا ہوا کہ جب کہا گیا کہ حدیث کے ذخیرے اور اصول حدیث پہ کام تو کئی صدیوں بعد شروع ہوا۔ یہ مجموعے بہت دیر بعد وجود میں آئے۔ اس کے جواب میں اطاعت رسول کی آیات نقل کی گئیں اور اس طرح قرآن سے ثابت کیا گیا کہ ذخیرۂ احادیث کی پیروی لازم ہے۔ مثال کے طور پر

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿59﴾ ﴾ (النساء: 59/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے ایمان والو! اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اور ان لوگوں کی جو تم میں سے حاکم ہوں، پھر اگر آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لاؤ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو۔ یہی بات اچھی ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔''

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ﴾ (النساء: 80/4)

''جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا، اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے تجھے ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔''

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾﴾

(النساء: 64/4)

''اور ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے، اور جب انھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا تو تیرے پاس آتے، پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کی معافی کی درخواست کرتا تو یقیناً یہ اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتے۔''

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾﴾ (المائدة: 92/5)

''اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور بچتے رہو، پھر اگر تم پھر جاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف واضح طور پر پہنچا دینا ہی ہے۔''

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۚ وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾﴾

(النور: 54/24)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''کہہ دو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو، پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو پیغمبر پر تو وہی ہے جس کا وہ ذمہ دار ہے اور تم پر وہ ہے جو تمھارے ذمہ لازم کیا گیا ہے، اور اگر اس کی فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پاؤ گے، اور رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔''

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ ﴾

(محمد: 33/47)

''اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔''

اِن آیات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کفار بالخصوص منافقین آپ ﷺ کی حیثیت نبوت کو چیلنج کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت بحیثیت نمائندہ خداوندی تسلیم کرنے سے انکاری تھے۔ان کا رویہ تھا کہ خدا کی بات ہم ماننے کے لیے تیار ہیں یا مانتے ہیں لیکن آپ کی بات نہیں مانیں گے اور آپ کی فرمانبرداری نہیں کریں گے۔ انھیں خبردار کیا گیا کہ رسول کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے۔اِن دو اطاعتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ رسول پہ وحی اترتی ہے وہ تمھیں قرآن دیتا ہے، بتاتا ہے کہ مجھ پہ یہ وحی اترتی ہے۔اس پہ ایمان لاؤ گے، وحی کو مانو گے؟ اُس کی فرمانبرداری ہی سے خدا کی فرمانبرداری تک پہنچو گے۔ جب یہ آیات ذخیرۂ حدیث کے باب میں نقل کی جاتی ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم کس شکل میں دین کی پیروی کریں۔ وہ وقت آسان تھا جب رسول اللہ ﷺ موجود تھے۔ آپ ﷺ نے بتایا اور لوگوں نے عمل کر لیا اور لوگوں نے آپ کو دیکھا اور عمل کر لیا جب کہ اب صورتِ حال مختلف ہے۔ اب آپ ﷺ موجود نہیں اور احادیث کا ذخیرۂ کتب موجود ہے اور ان میں ایک بات دوسری بات سے مختلف ہے۔ راویوں کا اختلاف، متن کا اختلاف ہے بلکہ احادیث روایت بالمعنی میں ہیں۔ روایت باللفظ میں اس کی تعداد بہت ہی کم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج کی صورتِ حال میں حدیث پہ جرح کرنے والے اور دورِ رسالت میں مقام رسالت ونبوت کا انکار کرنے والے ہرگز ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ وہ لوگ قلبی مرض کا شکار تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیثیت و حجیت کے انکاری تھے۔ وہ ایمان کے دشمن تھے۔ وہ بغض رسول میں مبتلا تھے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ رسول اللہ خود تشریف فرما نہیں ہیں۔ آپ ﷺ سے منسوب اقوال کثرت سے موجود ہیں اور اُس کثرت پہ بھی خود اہل علم وفن کا شدید اختلاف ہے۔ اب مسئلہ رسالت ونبوت کے اختلاف کا نہیں ہے۔ ذاتِ رسول ﷺ آج جلوہ افروز ہوتی تو کسی مسلمان کی کیا مجال تھی کہ آپ کے ارشادِ عالی سے اختلاف کرتا۔ جو اختلاف کرتا وہ منافق و کافر قرار پاتا۔ اب مسئلہ منسوب قول وفعل کا ہے۔ اِس پہ پہلے ہی سے علماء ومحدثین کے درمیان اختلاف ہے۔ یہ وہ اشکال وابہام ہے جسے ہر صورت میں دور کرنے کی ضرورت ہے۔ امت کے افراد پہ یہ حقیقت واضح ہونی چاہیے کہ کوئی مسلمان آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے اختلاف کی جرات نہیں کرسکتا۔ یہ اختلاف خالصتاً علمی اور فکری ہے۔ اس کے حل کے لیے بھی علمائے امت کو علمی رویہ اختیار کرنا ہوگا۔ ہم کسی شخص کے اسلام یا کفر کا فیصلہ کرنے کی بھی جرأت نہیں رکھتے۔ ہمیں بات سمجھنی ہے اور آگے بڑھنا ہے۔ اسلام بھی واضح ہے اور کفر بھی۔

یہ بات تو واضح ہوگئی کہ حدیث منقول ومنسوب اور ذاتِ رسول میں بنیادی فرق ہے۔ اگر کوئی حدیث کا انکار کرتا ہے یا اس پہ جرح کرتا ہے تو اس لیے نہیں کہ وہ ذات رسول ﷺ اور مقام رسالت ونبوت کا منکر یا اس پہ معترض ہے بلکہ اُس کا یہ اعتراض وجرح ''روایت ودرایت'' کی بنیاد پہ ہے۔ وہ ''راوی'' کے کردار، اخلاق، علم وتقویٰ، ذاتی خوبیوں اور خامیوں کی بنیاد پر اور درایت کے نقص وضعف کے سبب اس پہ کلام کرتا ہے۔ یہ خدمت اپنے اپنے زمانے کے تمام محدثین اور علمائے کرام نے سرانجام دی ہے۔ خاص طور پر محدثین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے حدیث کی روایت و درایت کے سلسلے میں جو خدمات سرانجام دی ہیں، وہ علم الحدیث کے باب میں نہ صرف کافی ہیں بلکہ اُن میں اضافے کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔علم الحدیث کی آخر ضرورت کیوں پیش آئی؟ محدثین نے اس پہ کام کیوں کیا؟ اُس کا واحد سبب ''ذاتِ رسول ﷺ'' ہے۔ آپ کی ذات سے عقیدت و محبت اور تعلق ہے۔مسلمان کا یہ ایمان و عقیدہ ہے کہ ہماری نجات آپ کے لائے ہوئے دین سے وابستہ ہے۔صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین کے زمانے میں اور مابعد رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب اقوال و افعال عام ہونے لگے اور کثرت سے روایت ہونے لگے تو مسلمانوں کے اکابر علماء نے اِس کی حفاظت کا اہتمام کرنے کا آغاز کیا۔ایک سبب یہ تھا کہ وہ برگزیدہ چنیدہ افراد دنیا سے جا چکے تھے یا جا رہے تھے جنھیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی، جو عینی گواہ تھے اور جنھیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شب و روز گزارنے کا موقع ملا۔اُن کے بعد وہ خوش نصیب جنھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت و مجلس نصیب ہوئی۔ انھوں نے براہ راست صحابہ رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ، روایات اور فیصلوں کو سنایا، اُن کے زمانے میں اکتساب علم کیا۔ایک جذبہ وشوق رسول اللہ سے منسوب ہر بات کو محفوظ کرنے کا تھا۔ دوسرا احساس یہ بھی تھا کہ کوئی بات رسول اللہ کی طرف غلط منسوب نہ ہونے پائے۔ اِس کے بعد باقاعدہ علم الحدیث وجود میں آیا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ابن شہاب زہری کو کتابتِ حدیث کی ذمہ داری سونپی تھی۔

ابن حجر نے شرح نخبة الفكر میں لکھا ہے:

((فمن اول من صنف فی ذلك القاضی ابو محمد الرا مهر مزی كتابه المحدث الفاصل .))

یعنی قاضی ابو محمد رامہر مزی رحمہ اللہ اُن اول مصنّفین سے ہیں جنھوں نے علم الحدیث پہ لکھا۔قاضی صاحب کی وفات 360ھ میں ہوئی۔گویا علم الحدیث کے مرتب ہونے کا آغاز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھی صدی ہجری سے ہوتا ہے۔یہی بات ڈاکٹر محمود الطحان اپنی کتاب تیسیر مصطلح الحدیث کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

''آخر جب علوم پختہ ہوئے اور اصطلاحیں مقرر اور ثابت ہو گئیں اور ہر فن اپنے غیر سے جدا ہو کر مستقل شکل اختیار کر گیا اور یہ سب کچھ چوتھی صدی ہجری میں ہوا، یعنی علماء نے علم مصطلح کو الگ مستقل کتاب میں لکھا تو سب سے پہلے جس عالم نے اس علم کو مستقل کتابی شکل دی، وہ قاضی ابو محمد الحسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد رامہرمزی ہیں جنھوں نے اس فن پر اپنی کتاب المحدث الفاصل بین الراوی والواعی کے نام سے ایک مستقل کتاب تصنیف کی۔''

اس کتاب کے تعارف میں وہ لکھتے ہیں:

''مگر یہ کتاب علم المصطلح کی جملہ ابحاث کی جامع نہیں ہے اور یہ بات بدیہی بھی ہے کیوں کہ کسی بھی علم میں ابتدائی کتاب تصنیف کرنے والے ہر مصنف کا اکثر یہی حال ہوتا ہے۔''

اِس مختصر سے بیان کے بعد دو باتیں جدا اور متفرق ہو جاتی ہیں۔ ایک صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و تقاریر کو جن سے استفادہ کیا جاتا تھا من وعن ظاہر کے مطابق یا اس کی روح کے مطابق محفوظ کیا گیا۔ بعد کے زمانے میں باقاعدہ ان کی کتابت کا اہتمام کیا گیا۔ اِس کے ساتھ ہی تنقیح و تحقیق کا سوال پیدا ہوا۔ اسی سے جرح و تعدیل کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔صحیح مسلم کے مقدمے میں ابن سیرین کا یہ قول امام مسلم نے نقل کیا ہے:

''پہلے حضرات صحابہ و تابعین اسناد کے بارے میں کچھ نہ پوچھتے تھے (اور اس سے متعلق تعرض نہ کرتے تھے) لیکن جب فتنوں نے سر اٹھایا (اور نفس پرستی کا دور دورہ ہونے لگا) تو (اب اگر کوئی شخص کوئی حدیث یا خبر سناتا تو) یہ حضرات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہتے (پہلے) ہمیں (اپنی خبر کے) رجال کے نام بتلاؤ۔ پس دیکھا جاتا تھا کہ اگر تو اس کے ناقل معتمد علیہ اہل سنت اور اہل علم ہوتے تو اس روایت اور خبر کو لے لیا جاتا اور اگر وہ اہل بدعت ہوتے تو ان کی خبر کو چھوڑ دیا جاتا۔''

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے متعلق بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ وہی احادیث قبول کرتے جس کا راوی فقیہہ ہوتا۔ یوں کثرتِ روایت نے علماء کو حزم و احتیاط کی طرف متوجہ کیا جس کا علمی نتیجہ کتابتِ حدیث اور اصول حدیث کی صورت میں سامنے آیا۔ ہمارے ہاں کتابت حدیث پہ دو طبقوں کی طرف سے دلائل دیئے جاتے ہیں۔ ایک طبقہ اُن روایات کو بیان کرتا ہے جن کے مطابق لکھنے سے منع کیا گیا۔ دوسرا طبقہ وہ روایت نقل کرتا ہے جن میں لکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ دونوں روایات کتب احادیث میں موجود ہیں، مثال کے طور پر ''تم مجھ سے کوئی بات نہ لکھو اور جس آدمی نے قرآن مجید کے علاوہ مجھ سے کچھ سن کر لکھا ہے، وہ اُسے مٹا دے'' اور ''مجھ سے سنی ہوئی احادیث بیان کرو، اس میں کوئی گناہ نہیں'' اور ''جس آدمی نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا، اُسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے'' یہ روایت بھی بیان ہوتی ہے کہ ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں: ایک صحابی نے اپنے حافظے کی شکایت کی کہ وہ حدیث بھول جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو اور (یہ فرما کر) آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھنے کی طرف اشارہ کیا۔''

ہمارے خیال میں یہ بحث غیر اہم و غیر ضروری ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور آپ کی راہنمائی سیاسی، معاشرتی، معاشی، خاندانی، عسکری، ریاستی معاملات میں اتنی راسخ اور مرکز و محور تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس کی عملیت پذیری کتابت کی محتاج نہ تھی۔ اگر کسی صحابی نے کچھ لکھنا چاہا تو موقع محل کے حساب سے آپ نے اجازت بھی دے دی اور کہیں منع بھی فرما

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دیا لیکن اِس مسئلے کو بطور دلیل حق و خلاف بیان کرنا خارج از بحث و موضوع ہے۔ اسی لیے امام نووی (شارح صحیح مسلم) نے لکھا ہے: ''علی الاطلاق کتابت کسی بھی زمانے میں ممنوع نہ تھی۔'' یعنی لکھنے والوں کو منع نہیں کیا گیا اور نہ لکھنے والوں کو حکم کتابت بھی نہیں دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی شخصیت سے متعلق معاملات و امور اس کے محتاج نہ تھے۔ کئی صحابہ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد بیان کرنے میں بھی احتیاط کرتے تھے اور کثرت سے احادیث روایت کرنے کے عمل کو پسند نہ فرماتے تھے۔ سنن ابن ماجہ میں سائب بن یزید سے روایت ہے کہ: ''میں نے سعد بن مالک کے ساتھ مدینے سے مکے تک کا سفر کیا لیکن ایک حدیث بھی اُن سے نہ سنی۔ شعبی کہتے ہیں: ''میں ابن عمر کے ساتھ تقریباً ایک سال رہا لیکن ایک حدیث بھی نہیں سنی۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ حدیث نہ بیان کی وجہ بیان کرتے اور وہ حدیث بیان کرتے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔''

جمع حدیث سے متعلق شیخین کا عمل کیا تھا، حضرت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((جمع ابی الحدیث عن رسول الله و کانت خمس ماة حدیث .)) (تذکرة الحفاظ)

''میرے والد نے رسول اللہ کی حدیثوں کو جمع کیا اور یہ 500 حدیثوں کا مجموعہ تھا۔''

فبات لیلة یتقلب کثیراً ''رات کو اس حال میں گزارا کہ کروٹوں پہ کروٹیں بدلتے رہے''۔ فرماتی ہیں: (فغمنی) ''مجھے اس نے تشویش میں ڈال دیا''۔ والد صاحب سے پوچھا: (اتتقلب لشکوی او لشیئی بلغك) ''آپ کروٹیں کیوں بدل رہے ہیں؟ کیا کوئی تکلیف ہے یا کوئی ایسی بات پہنچی ہے جو پریشان کر رہی ہے؟'' صبح مجھے فرمایا: (هلمی الاحادیث التی عندك) ''حدیث کا مجموعہ جو تمھارے پاس ہے، میرے پاس لاؤ۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(فد عا بنار فاحرقا) ''آگ منگوائی اور اُسے جلا دیا۔'' فرمایا:

((خشیت ان اموت و ھی عندی فیکون فیھا احادیث عن رجل قد ألمنته وو ثقت ولم یکنا کما حدثنی فا لون قد تقلت ذایك .))

''مجھے ڈر ہوا کہ میں مر جاؤں اور یہ کتاب میرے پاس رہے اور اس میں ایک آدمی کی روایتیں ہوں۔ اور یہ ایک آدمی ایسا ہو کہ میں نے اس پر بھروسا کیا لیکن بات وہ نہ ہو جو اس نے بیان کی اور میں نے اُسے نقل کر دیا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ السنن کو لکھیں۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور بزرگوں نے کہا کہ لکھا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ماہ تک استخارہ کیا۔ پھر نہ لکھنے کا فیصلہ کیا۔

((فا صبح یو ما و قد عزم الله له فقالِ انی کنت اردت ان اکتب السنن وانی ذکرت قوما کانو قبلکم کتبوا کتبا فکر ا علیھا و تر کوا کتاب الله وانی و الله لا البس کتاب الله بشیئی .))

''ایک دن صبح ہوئی اور حق تعالیٰ اِن میں عزم کو پختہ فرما چکے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے چاہا تھا ''السنن'' کو لکھوں تو مجھے یاد پڑے وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے انھوں نے کتابیں لکھیں اور ان پر ٹوٹ پڑے اور اللہ کی کتاب کو انھوں نے چھوڑ دیا۔ قسم ہے اللہ کی، میں اللہ کی کتاب کو کسی دوسری چیز کے ساتھ گڈ مڈ ہونے نہیں دوں گا۔''

حضرات ابو بکر، عمر، ابن عمر، ابن عباس، عباس بن عبدالمطلب، حضرت زبیر، عبداللہ بن زبیر، حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین ایسے جید صحابہ روایتِ حدیث میں نہ صرف احتیاط برتتے بلکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر جیسے صحابی تو سختی بھی فرماتے تھے، جیسے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاملہ ہوا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ تین مرتبہ سلام کیا جواب نہ ملنے پر چلے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلوا کر پوچھا: کیوں چلے گئے؟ کہنے لگے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جب تم میں سے کوئی تین مرتبہ سلام کرے اور اندر سے آنے کی اجازت نہ ملے تو لوٹ جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا ثبوت لاؤ ورنہ میں تمھاری خبر لوں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے پریشانی کی وجہ پوچھی تو واقعہ بیان کر دیا۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم نے یہ بات سنی ہے۔ایک صاحب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس حدیث کی خبر دینے گئے۔اس کی دو وجہیں ہیں۔ایک احتیاط کہ کوئی بات رسول اللہ کی طرف منسوب نہ ہونے پائے۔دوسری وجہ شیخین و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی عملی زندگی جو سیرت رسول ہی کا نمونہ تھی۔ہم آگے چل کر اس پہ بات کریں گے۔صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی عملی زندگی میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں، فتوؤں اور مشوروں سے استفادہ کرتے اور عملاً ان کی پیروی کرتے۔ یہ احتیاط فرد واحد کی روایت کی بنیاد پہ ہے۔کبھی ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے بات بیان کی جائے اور لوگوں میں جو ہستی معیار ہدایت و رہنمائی ہے، اُسی ذات سے تعلق وعقیدت کو غلط استعمال کر کے مسلمانوں میں غیر دینی تصورات کو عام کیا جائے۔اب درایت و روایت کی وضاحت ہو جائے تو بہتر ہو گا تا کہ ہم مزید بات بڑھا سکیں۔

((علم درایت الحدیث اھم علم باحث عن المعنٰی و المفھوم من الفاظ الحدیث و عن المراد منھا مبنیّاً علی قواعدالعربیۃ وضوابط الشریعۃ و مطابقاً لِا احوالِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم .))

(طاش کبری زادہ، مفتاح السعادہ و مصباح السیادہ۔ درا یۃ الحدیث)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''درایتِ حدیث اہم علم ہے جس میں الفاظ حدیث سے سمجھے گئے مفہوم و مراد سے بحث ہوتی ہے جب کہ وہ عربی قواعد وشرعی ضوابط پر مبنی اور رسول اللہ کے احوال کے مطابق ہو۔''

یعنی درایت میں حدیث کے الفاظ سے جو متبادر مفہوم ہے اس پہ بات کی جاتی ہے۔ اس کے لیے تین باتیں ہیں: عربی قواعد، شرعی ضوابط اور احوالِ رسول۔ درایت کا معنی ''معرفت'' ہے۔ درایت یہی ہے کہ حدیث کا متن یعنی الفاظ اور جملے کسی خامی ونقص کے حامل تو نہیں۔ مقررہ قواعد وضوابط کے خلاف تو نہیں۔ دین کے مسلمہ اصولوں، عقل، مشاہدے، اور انسانی تجربے کے خلاف تو نہیں۔ آپ ﷺ سے منسوب یہ ارشاد شانِ نبوت کے خلاف اور سطحیت کا پہلو تو نہیں رکھتا۔ اِسے درایت حدیث کہتے ہیں۔ اِسے علم المصطلح یا علمِ اصولِ حدیث کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

علم روایت الحدیث یعنی یہ وہ علم ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے اقوال، احوال اور افعال روایت کیے جاتے ہیں۔ اِسے ہی علم متن الحدیث بھی کہا جاتا ہے۔

((هو علم بنقل اقوالِ النبی و افعاله و احواله با سماع المتصل و ضبطها و تحرير ها .))

گویا محدثین (قولِ رسول) حدیث کا دو پہلوؤں سے جائزہ لیتے ہیں: روایت اور درایت۔۔۔ روایت میں سند دیکھتے ہیں متصل ہے یا نہیں۔ راوی ثقہ ہے یا نہیں۔ سند متصل ہو اور راوی ثقہ ہو۔ اہل تشیع کے نزدیک حدیث کے صحیح ہونے کا معیار یہ ہے کہ وہ اُن کے ائمہ سے مروی ہو۔۔۔ معتزلہ کے ہاں قبولِ حدیث کا معیار عقل ہے یعنی وہ صرف وہی حدیث کو قبول کرتے جو اُن کے عقلی منہج پہ پوری اترتی تھی یا پھر اُس کی تاویل کرتے تھے۔ یہاں متواتر کی بھی وضاحت کر دوں۔ علمائے اصولِ حدیث کے نزدیک متواتر سے مراد وہ خبر، حدیث اور روایت مراد لی جاتی ہے جسے روایت کرنے والے لوگوں کی تعداد اس قدر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ ہو کہ عقل وعادت ان سب کے جھوٹ پر متفق ہونے کو ناممکن قرار دے۔ متواتر اِن چار شرائط سے بنتی ہے:

① اسے بے شمار لوگوں نے روایت کیا ہو۔

② رواۃ حدیث کی کثرت شروع سے آخر تک ہو۔

③ رواۃ کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

④ راویانِ حدیث کی خبر کا تعلق حس سے ہو (یعنی وہ کوئی دیکھی اور سنی جانے والی بات ہو)۔

یاد رکھئے! اِن متواتر اخبار و احادیث کی تعداد اخبار آحاد کے مقابلے میں بہت ہی کم ہیں۔ امام شافعی خبر آحاد کی تعریف کرتے ہیں: ایک راوی ایک راوی سے روایت نقل کرے یہاں تک کہ اس کا سلسلہ رسول اللہ تک یا ان سے نیچے راوی تک پہنچ جائے۔

((خبر الواحد عن الواحد حتی ینتهی به الی النبی ﷺ .)) (الرسالہ)

یہ مختصر سی تحریر ''حدیث'' کے حوالے سے تھی۔ آپ نے دیکھا کہ میں نے اس میں صرف ''حدیث'' پہ بات کی ہے اور یہ موقف پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ علمائے کرام کے مابین حدیث پہ اختلاف فطری ہے کہ بعد از وفاتِ رسول پہلی صدی ہجری میں صحابہ کرام موجود تھے۔ صحابہ کرام کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ موجود تھی لیکن بعد میں بہت سے امور میں اختلاف ہوا تو رسول اللہ کے اسوہ سے روشنی حاصل کی جاتی تھی۔ جب فتوحات سے اسلامی سلطنت وسیع ہوئی تو مختلف رنگ، نسل، تہذیب اور کلچر سے تعلق رکھنے والے لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ وہ اپنے مزاج، طبائع، طبقات اور قومیت کے اثرات لے کر آئے۔ ایسے حالات میں احادیث کا ذخیرہ متعین ہوا۔ اسلام میں داخل ہونے والے اور پہلے سے مسلمان اِن روایات ومرویات سے استفادہ کرنے لگے۔ جہاں تنوع اور اختلاف نظر آئے، اُسے دین سے متعلق کرنے کے بجائے اور حدیث کے ذخیرے کو دین یا ماخذ دین قرار دینے کے بجائے اُسے ارتقاء وتدریج کے تناظر میں دیکھا جائے جو مسلم معاشرے میں نظر آتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب یہ موقع ہے کہ میں حدیث کے بعد سنت کی وضاحت کر دوں کیونکہ حدیث کی روایت پہ اختلافات اور راویوں کے حالات کے باوجود قرآن مجید کے علاوہ ایک اور حجت بھی ہے جو مسلمانوں میں قائم و دائم رہی، وہ ''سنت'' ہے۔ یہ لفظ اول زمانے سے حدیث سے الگ اور مختلف استعمال ہوا ہے بلکہ جب لفظ حدیث مستعمل نہیں تھا، اُس وقت بھی سنت کا وجود تھا۔ سنت کے معنی ہیں واضح راستہ، معروف راستہ۔ ابن الاثیر اس کے معنی طریقہ اور سیرت لکھتے ہیں۔ جرجانی اِسے عادت کہتے ہیں۔

علامہ زمخشری لکھتے ہیں:

((سنَّ سنة حسنة، طرق طريقة حسنة .))

''اس نے سنت جاری رکھی یعنی اچھا طریقہ اختیار کیا۔''

((و استنَّ بسنة فلان .))

''اس نے فلاں کی سنت کی پیروی کی۔''

مُتَسَنّن: عامل بالسنۃ، سنت پہ عمل کرنے والا۔

ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں:

((سن الله سنة تبين طريقاً قوياً .))

''اللہ نے پختہ راستہ واضح کیا۔''

اچھی اور بری عادات دونوں پر سنت کا لفظ بولا جاتا ہے:

((من سن سنةً حسنة فله اجر ها و اجر من عمل بها و من سن سنة سيئة فله اجر ها و اَجر من عمل بها .))

''جس نے سنۃ حسنہ جاری رکھی، اسے اور اس پر عمل کرنے والے کو اجر ملے گا، اور جس نے سنۃ سیئہ جاری رکھی اسے اور اس پر عمل کرنے والے کو سزا ملے گی۔''

لیکن رسول اللہ ﷺ سے جاری کردہ سنت خیر ہی خیر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرح التلویح علی التوضیح میں علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

”فی اللغة الطریقة والعادة فی الاصطلاحِ فی العبادت النافلة و فی الادلة و هو المراد هنا ما صدر عن النبی ﷺ غیر القر آن من قول و یسمی الحدیث او فعل او تقریر .))

لغت میں طریقہ اور عادت ہیں اور اصطلاح میں نفلی عبادات ہیں۔ دلائل شرعیہ میں نبی کریم ﷺ سے قرآن کے علاوہ جو کچھ قول جسے حدیث کا نام دیا گیا ہے یا فعلاً یا تقریراً صادر ہوا۔ سنت: احادیث صحیحہ کی بنیاد پر جو ثابت ہو، وہ سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا طے کیا ہوا طریقہ جو آپ ﷺ نے امت کو سکھایا اور جو قرآن مجید کے منشا اور معانی کی تفسیر و تشریح کرتا ہے، اُس طریقے کو سنت کہتے ہیں۔ امام مالک سنت میں رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین ان تینوں کا طرزِ عمل اور طریقہ شامل کرتے ہیں۔ موطاء امام مالک میں کئی مقامات پہ خاص عمل کو سنت قرار دیا ہے۔ وہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ صحابی یا فلاں تابعی یہ عمل کرتے تھے۔

سنت و حدیث میں فرق: وہ طریقہ جس کی اتباع کا حکم دیا گیا، وہ سنت ہے۔ مشہور محدث امام عبدالرحمٰن بن مہدی اِن کے فرق کے قائل ہیں۔ مثال کے طور پر وہ سفیان ثوری کو امام فی الحدیث اور امام اوزاعی کو امام فی السنۃ اور امام مالک کو امام فیهما (ان دونوں میں امام) کہتے ہیں جب کوئی محدث درایت پر بحث کرتا ہے تو کہتا ہے:

((هذا الحدیث مخالف للقیاس و السنة و الاجماع .))

”یہ حدیث قیاس سنت اور اجماع کے مخالف ہے۔“

فتح الباری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے:

((تعلمو الفرائض و السنة کما تتعلّمون القر آن .))

”فرائض اور سنت کی اسی طرح تعلیم حاصل کرو جیسے تم قرآن کی تعلیم حاصل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہو۔"

امام ابوحنیفہ کی رائے:

((ما جاء عن الرسولِ فعلی الرأس والعینِ و ما جاء عن الصحابی تخیرنامنه و اما ماجاء عن التابعین فهم رجال و نحن رجالٌ .))

"جو رسول اللہ سے مروی ہے وہ سر آنکھوں پر۔ جو صحابہ سے منقول ہے، اس میں ہم قول مختار لیں گے اور تابعین کی روایات کے بارے میں ہماری روش یہ ہے کہ ہم ان کے قول کے ردّ و اختیار کے معاملے میں آزاد ہیں کیونکہ وہ بھی انسان تھے اور ہم بھی انسان ہیں۔"

((قال کان جبرئیل ینزل علی رسولِ اللهِ بالسنةِ کما ینزل علیه بالقرآن و یعلمه ایاها کما یعلمه القرآن .)) (سنن دارمی)

"جبرئیل رسول اللہ پر سنت ایسے نازل کرتے تھے، جیسے قرآن مجید نازل کرتے تھے اور سنت اسی طرح سکھاتے جیسے قرآن سکھاتے تھے۔"

امام شافعی سنت کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((فلم اعلم من اهلِ العلمِ مخالفاً فی ان سنن النبی من ثلاثةِ وجوه فاجتمعوا منها علی وجهین، والوجهان یجتمعانِ ویتفرقان احدهما ما انزل الله فیه نص کتاب فبین رسول الله مانص الکتاب الاخر:ما انزل الله فیه جملة کتاب، فبین عن الله معنی ماراد، وهذان الوجهانِ اللذان لم یختلفوا فیهما و الوجه الثالث ما سن رسول الله فیما لیس فیه نص کتاب فمنهم من قال جعل الله له بما افترض من طاعته و سبق فی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عـلـمه من توفيقه لرضاه ان يسن فيما ليس فيه نص كتاب .....

ومنهم من قال لم يسن سنة قط الاولها اصل فى الكتاب .))

(الرساله)

''امام شافعی فرماتے ہیں: میں اہل علم میں سے کسی کو نہیں جانتا جو اس کا مخالف ہو کہ نبی کی سنت کی تین اقسام ہیں: دو قسمیں جن میں ایک صورت یہ ہے کہ نص کتاب اللہ ہے اور رسول اللہ نے نص کتاب کے مطابق حکم دیا۔ دوسری صورت: اللہ تعالیٰ نے اجمالاً بیان کیا رسول اللہ نے اللہ کی طرف سے ان کی وضاحت فرما دی۔ اِن دونوں میں اختلاف نہیں ہے۔ تیسری صورت: رسول اللہ نے کوئی حکم فرمایا اور اس کے بارے میں کتاب اللہ میں کوئی نص موجود نہیں ہے۔ اس پہ اختلاف ہے۔ ایک جماعت کا کہنا ہے اللہ نے آپ ﷺ کی اطاعت فرض کی ہے تو اللہ کی طرف سے اجازت ہے کہ جس معاملے میں کتاب اللہ کا کوئی حکم مخصوص موجود نہ ہو اس کے متعلق حکم صادر فرمائیں جب کہ دوسری جماعت کا کہنا ہے آپ کی کوئی سنت ایسی نہیں ہے جس کی اصل کتاب اللہ میں موجود نہ ہو۔''

علم الحدیث کی تشکیل و تدوین اور روایت و درایت کے اصول وضوابط وضع کرنے کے بعد سنت کی تعریف میں علمائے کرام نے اِسے حدیث کے مترادف قرار دیا۔ بعض نے سنت سے صرف فعل رسول مراد لیا اور ان کے نزدیک حدیث سے قول رسول مراد ہے لیکن ہمیں ایسی روایات ملتی ہیں جن میں اِن دونوں کی نشاندہی علیحدہ علیحدہ کی گئی ہے۔ چند حوالے مندرجہ ذیل ہیں:

① ..... ((ان الامـانة نزلت من السماء فى جذر قلوب الرجال ونزل القر آن فقرووا القر آن و علمو من السنة .))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''امانت (وحی الٰہی) آسمان سے لوگوں کے دلوں کی تہہ میں نازل کی گئی اور قرآن اُترا۔ انھوں نے قرآن مجید پڑھا اور سنت سیکھی۔'' (بخاری و مسلم)

②..... ((تـركت فكم امرين لن تضلو ما تمسكتم بهما كتاب الله و سنة نبيه .))

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب ان دونوں کے ساتھ جڑے رہو گے گمراہی سے بچے رہو گے۔ ایک کتاب اللہ دوسری سنت رسول اللہ۔''

③..... ((سيـاتيـكـم عنى احاديث مختلفة فما جاء كم موافقاً لكتاب الله وسنتى فهو منى و ما جاء كم مخالفاً لكتاب الله و سنتى فليس منى .)) (مسند الفر دوس ميزان الاعتدال، مفتاح الجنة)

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت۔ پھر تمھارے پاس مختلف احادیث آئیں گی جو کتاب اللہ اور میری سنت کے مطابق ہو، وہ مجھ سے ہے اور جو کتاب اللہ اور میری سنت کے خلاف ہو، وہ مجھ سے نہیں۔''

④..... ((لا انى او تيت الكتا ب و مثله .))

''خبردار! مجھے کتاب اور اُس جیسا (علم) ساتھ دیا گیا ہے۔''

مثل سے مراد یہ ہے کہ جیسے قرآن پہ عمل کرنا واجب ہے، اسی طرح اس (سنت) پہ عمل کرنا بھی واجب ہے۔ کتاب و سنت دونوں جڑواں ہیں۔ دین اِن کے بغیر مکمل نہیں۔ سنت کتاب کا بیان ہے۔

⑤.....ابن قیم لکھتے ہیں:

((مـنـاقـضة الحديث لما جا ء ت به السنة الصريحة منا قضة بينة .))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''قرآن ٹکرانے والی حدیث جس کا سنت صریحہ کے خلاف ہونا واضح ہو۔ یعنی ایسی روایت جو منسوب ہو رسول اللہ کی طرف اور سنت صریحہ کو توڑنے والی ہو، قابلِ ردّ ہے۔ وہ بھی قابل ردّ ہے۔''

((او یکون مخالفا لِلقواعد العامة الماخوذة من القرآن و السنة .)) (مصطفی سباعی، السنة و مکانتها فی الشریع الاسلامی، علامات الوضع فی المتن)

''یا وہ حدیث جو ان قواعد عامہ کے مخالف ہو جو قرآن و سنت سے نکالے گئے ہوں۔''

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مخالفة الحدیث لصریح القرآن بحیث لا یقبل التاویل .))

(المنار المنیف)

''حدیث جو صریحِ قرآن کے خلاف ہو، اس کی تاویل قابل قبول نہیں۔''

⑥.....امام شافعی لکھتے ہیں:

((ما سن رسول اللّٰه فیما لیس فیه نص کتاب .))

(الرسالة، باب ما ابان اللّٰه)

''رسول اللہ نے وہ سنتیں قائم فرمائیں جن کا صراحت سے قرآن میں ذکر نہیں ہے۔''

⑦..... ((السنة راجعة فی معناها الی الکتاب فهی تفصیل مجمله و بیان مشکله و بسط مختصره .))

(الموافقات جزء رابع لمسئالة الثالثة)

''سنت اپنے معنی و مفہوم کے لحاظ سے قرآن ہی کی طرف رجوع ہوتی ہے۔ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سنت) قرآن کے مجمل کی تفسیر مشکل کا بیان اور مختصر کی تشریح ہے۔''

علامہ شاطبی مزید لکھتے ہیں:

((فلا تجد فی السنة امراً و القر آن قد دل علی معناه .))

''سنت میں کوئی بات نہ پاؤ گے قرآن نے جس کے معنی پر دلالت نہ کی ہو۔''

علامہ ابوبکر جصاص نے اس پہ بہت خوبصورت گفتگو کی ہے، وہ کہتے ہیں:

((ان کل ما بالناس حاجة عامة فلا بد ان یکون من النبی ﷺ تو قیف الامة علیه .)) (احکام القر آن)

''جن شرعی امور کی ضرورت مسلمانوں کو ہے۔ پیغمبر کے لیے ضروری ہے کہ امت کو اس سے واقف کریں۔''

((لما کانت البلوی عامة من کافة الناس بهذاالامور و نظائر ها فغیر جائز ان یکون فیه حکم الله تعالیٰ من طریق التوقیف الا و قد بلغ النبی ﷺ ذالك ووقف الکافة علیه .))

''یہ یا ان جیسی چیزوں میں چونکہ عام لوگوں کو مبتلا ہونا پڑے گا اور ہر ایک کا ان سے تعلق ہو گا تو عام لوگوں کو اِن سے واقف کرانا خدا کی طرف سے ضروری ہوا۔ ایسی صورت میں اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ پیغمبر نے اس کی یقیناً تبلیغ کی اور عوام الناس کو اِن سے واقف کرایا۔''

ابوبکر جصاص دو طریقوں میں فرق کرتے ہیں: ایک خبر واحد دوسرا کافة الی الکافة۔ وہ لکھتے ہیں:

((فهم مخیرون فی ان یفعلون ما شا ؤا منه و انما الخلاف بین الفقهاء فیه فی الافضل منه .))

''مسلمانوں کو ان امور کے متعلق اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ فقہائے کرام میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے متعلق اختلاف جو کچھ ہے وہ افضلیت میں ہے، یعنی کرنا افضل ہے یا نہ کرنا افضل ہے۔"

یعنی جو شرعی امور لازم وضروری تھے، وہ امت میں شائع کر دیئے گیے جن پر امت ہمیشہ کار بند رہی ہے۔ جب کہ دوسرے امور جو لازم وضروری ہیں اور خبر آحاد سے ثابت ہیں، ان پہ ائمہ اور فقہاء کا اختلاف صرف افضل وغیر افضل کا ہے۔ سفیان ثوری فرماتے تھے: یہ نہ کہا کرو علمائے کرام نے فلاں مسئلے میں اختلاف کیا بلکہ یوں کہا کرو کہ امت کے لیے علماء نے یہ گنجائش پیدا کی (میزان شعرانی)۔ اختلاف رفع الدین اور آمین بالجہر وغیرہ امور کا تعلق اخبار آحاد سے ہے۔ اُن کے بارے میں ابوبکر جصاص کہتے ہیں:

((یحمل الامر علی ان النبی ﷺ قد کان منه جمیع ذالك تعلیماً منه وجه التخییر .))

"یہ سمجھا جائے گا کہ اِن میں ہر دو پہلو کا مسلمانوں کو اختیار ہے۔ اس کو بتانے اور اسی کی تعلیم دینے کے لیے نبی کریم ﷺ سے سب باتیں وقوع پذیر ہوئی ہیں۔"

ابوبکر جصاص اسے "کافة الناس" قرار دیتے ہیں، جیسے نمازوں کی رکعتیں ہیں۔ ان پہ مسلمانوں کا صدیوں سے تعامل ہے۔ باقی وہ امور جو آحاد خبروں بالواحد عن الواحد سے ہم تک پہنچے ہیں، گویا اُن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حکمت یہی تھی کہ آپ نے ایسا طریقہ اختیار فرمایا کہ اسے وہ شہرت اور عروج نہ مل سکا کیونکہ وہ دین کا تقاضا نہیں تھا۔

خیاط معتزلی عالم کہتے ہیں:

"اگر پوری امت رسول اللہ سے کوئی مخصوص روایت نقل کرے تو وہ غلط نہیں ہوسکتی۔" (الخیاط:94)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیّد سلیمان ندوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''آج کل عام طور سے حدیث وسنت میں فرق نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے بڑا مغالطہ پیش آتا ہے۔ حدیث تو ہر اس روایت کا نام ہے جو ذات نبوی ﷺ کے تعلق سے بیان کی جائے، خواہ وہ ایک ہی دفعہ کا واقعہ ہو، یا ایک ہی شخص نے بیان کیا ہو، مگر سنت دراصل عمل متواتر کا نام ہے یعنی آنحضرت ﷺ کی عملی حالت و کیفیت جو اس طرح عملاً منقول ہوتی چلی آئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے خود عمل فرمایا۔ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا، پھر تابعین نے کیا۔ گو یہ زبانی روایت کی حیثیت سے متواتر نہیں مگر عملاً متواتر ہے۔ اسی طرح یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک واقعہ روایت کی حیثیت سے مختلف طریقے سے بیان کیا گیا ہو اور اس لیے وہ متواتر نہ ہو، مگر اس کی عام عملی کیفیت متواتر ہو، اس متواتر عملی کیفیت کا نام سنت ہے۔'' (معارف اگست 1929ء)

ایسے بہت سے حوالے ہمارے اسلاف کی کتب میں موجود ہیں جن سے اِس فرق کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ حدیث کا لفظ کس معنی میں استعمال ہوتا ہے اور سنت کا لفظ کس معنی میں۔ اگرچہ محدثین اور فقہائے کرام نے حدیث کو قول اور سنت کو فعل قرار دیا اور اسے اس طرح محدود کر دیا لیکن اس کے باوجود اِن دونوں کو علیحدہ علیحدہ بھی استعمال کیا گیا۔ سنت کو قرآن مجید کے ہم پلہ اور مساوی بیان کیا گیا جب کہ حدیث کا معیار اور اسناد ہر درجے اور سطح کی موجود ہیں۔ حدیث یا روایت قرآن کے خلاف اور سنت کے متضاد بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے محدثین نے اُس کے پرکھنے اور جانچنے کا ایک پیمانہ تشکیل دیا ہے کیونکہ وہ کسی راوی کی روایت اور نقل ہوتی ہے۔ لیکن سنت وہ پختہ راستہ اور طریقہ ہے جو قرآن پہ بھی قاضی ہے۔ ہم دین کے جن امور کا ماخذ حدیث کو قرار دیتے ہیں اور حدیث و روایت کو بطور حجت بیان کرتے ہیں، حالانکہ وہ حدیث نہیں سنت ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں نماز کی فرضیت کا ذکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن طریقہ نماز کا بیان نہیں ہے۔ وہ طریقہ نماز ہمیں سنت سے حاصل ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی نماز پڑھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی پڑھائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں پنج وقتی نماز ادا کی۔ اس کے لیے کسی ایک روایت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ نقل "کافة الی الکافة" ہے۔ یہ سنت وہ دین ہے جو تعاملِ مسلمین سے ہم تک پہنچا۔ ہم بھی نماز پڑھتے ہیں تو حدیث کی کسی کتاب سے نہیں بلکہ امت کے اجماعی عمل سے سیکھتے ہیں۔ ہاں! نماز کے جزوی مسائل ہیں جن میں فقہائے کرام ہی کا نہیں محدثین کی روایات کا بھی اختلاف ہے۔ وہ مسائل راویوں کے بیان کردہ ہیں۔ اُن کا تعلق دین سے نہیں ہے۔ جو کچھ دین سے ہے وہ ہمیں عملاً جماعت مسلمین سے منتقل ہو چکا ہے، اس لیے "وحی غیر متلو" کی اصطلاح مستعمل ہوئی۔ ایک وحی جس کی تلاوت کی جاتی ہے وہ قرآن مجید ہے، اور وہ وحی جس کی تلاوت نہیں کی جاتی یعنی وہ عمل میں نافذ ہے، وہ وحی غیر متلو ہے۔

صاحبزادہ محمد امانت رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الموقظہ

امام ذہبی رحمہ اللہ کی تصنیف "الموقظہ" محدثین کے ہاں متداول رہی ہے۔ علماء اصول حدیث نے اس سے خوب اعتناء کیا ہے کیونکہ امام موصوف کی علم الحدیث میں امامت مسلم وثبت ہے۔ اس کتاب سے پہلے اس فن میں المحدث الفاصل از امام رامہرمزی رحمہ اللہ متوفی ۳۶۰ھ، معرفة علوم الحدیث از امام حاکم رحمہ اللہ متوفی ۴۰۵ھ، الکفایه و الجامع لاخلاق الراوی از خطیب بغدادی رحمہ اللہ متوفی ۴۶۳ھ، الماع از قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ، علوم الحدیث از علامہ ابن الصلاح رحمہ اللہ متوفی ۶۴۳ھ اور التقریب والتیسیر از امام نووی رحمہ اللہ متوفی ۶۷۶ھ جیسی معرکہ آراء تصانیف موجود تھیں۔ عموماً ان کتب کے بعد امام السیوطی رحمہ اللہ متوفی ۹۱۱ھ کی تدریب الراوی کا ذکر موقظہ سے زیادہ کیا جاتا ہے جب کہ "الموقظہ" اگرچہ امام موصوف کے استاذ تقی الدین محمد بن علی الشہیر بابن دقیق العید متوفی ۷۰۲ھ کی تصنیف "الاقتراح فی بیان الاصطلاح" کا اختصار ہے لیکن یہ مختصر کتابچہ امام ذہبی رحمہ اللہ کے تجزیہ وتحقیق اور اس پر ان کی رائے کے حوالے سے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اختصار کرتے وقت ۲۴ اصطلاحات کو درج کیا ہے جب کہ ان کے ضمن میں احوال راوی پر مفصل و مدلل کلام موجود ہے۔ اس طرح محدثین کی جرح وتعدیل میں عبارات کی توضیح اور مختلف تعریفات میں مختلف اوجہ کو نقل کرنے کے بعد محاکمہ اس رسالے کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

الموقظہ ہمارے پاس پہلی دفعہ ۱۹۸۰ء میں شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی تحقیق سے شائع ہوکر آئی لیکن بعد ازاں شیخ موصوف نے اس میں قیمتی حواشی کا اضافہ کیا۔ اس کے پہلو بہ پہلو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کے بیٹے سلمان عبد الفتاح کی آراء اس میں حواشی کے طور پر لکھی گی ہیں۔ اب اس کتاب کا آٹھواں ایڈیشن دارالسلام بیروت سے ۲۰۱۵ء میں شائع ہوا ہے۔ ترجمہ کرتے وقت یہی ہمارے پیش نظر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی ایک شرح الشیخ شریف حاتم بن حارث العونی کی بھی ہے جس میں مدرسانہ پہلو زیادہ غالب ہے۔ گاہے گاہے اس سے بھی استفادہ کیا گیا۔

اللہ کریم کے فضل واحسان سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ میں اپنے تمام محسنین واساتذہ کا شکر گزار ہوں جن کی دعاؤں اور محنتوں کا ثمرہ ہے کہ راقم عاجز اس قابل ہوا کہ امام ذہبی رحمہ اللہ کی مصطلح الحدیث پر مشتمل کتاب کو اردو میں منتقل کر رہا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ادارۂ فکر جدید کے چیئر مین استاذ صاحبزادہ محمد امانت رسول صاحب زید مجدہ کا سپاس گزار ہوں جنھوں نے اس کتاب میں دلچسپی کا اظہار کیا اور اب ادارہ کے دارالترجمہ سے اس کا ترجمہ شائع ہو رہا ہے۔ اللہ کریم ادارے کو مزید علمی وفکری کاموں میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین! کتاب کے ترجمے میں غلطی کا پایا جانا خارج از امکان نہیں۔ ہر علمی کاوش کو بہتر بنانے کی گنجائش موجود رہتی ہے۔ قارئین ومعلمین اس میں جہاں نقص دیکھیں بتقاضائے بشریت مجھے معذور سمجھیں مگر مجھے مطلع ضرور کریں تاکہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جاسکے۔ اللہ کریم محض اپنے فضل واحسان سے اور نبی کریم ﷺ کے طفیل اس کاوش کو اپنی جناب میں قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

محمد اسد اللہ خالد

مارچ 2023ء.....شعبان 1444ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والصلاة والسلام على محمد وآله وصحبه

رَبِّ زِدْنى عِلْمًا، ووَفِّقْ يا كريم.

أما بعد،

قال الشيخُ الإمامُ العالمُ العلاَّمة، الرُّحْلةُ المحقَّق، بحر الفوائد، و مَعْدِنُ الفرائد، عُمدةُ الحُفَّاظِ والمحدثين، و عُدَّةُ الأَئمةِ المحقَّقين، وآخِرُ المجتهدين، شمسُ الدين محمدُ بن أحمد بنِ عُثمانَ الذهبيُّ الدمشقى رحمه اللّٰه ونفعنا بعلومه و جميعَ المسلمين:

◆الحديث الصحيح

هو ما دَارَ على عَدْلٍ مُتْقِنٍ واتَّصَل سَنَدُه، فإن كان مُرسَلًا ففى الاحتجاج به اختلاف.

وزاد أهلُ الحديث: سلامتَهُ من الشذوذِ والعِلَّة- وفيه نظر على مقتضى نظر الفقهاء، فإنَّ كثيراً من العِلَل يأبَوْنها.

فالمُجْمَعُ على صِحَّتِه إذاً: المتصلُ السالمُ من الشذوذِ والعِلَّة، وأن يكون رُواتُه ذوى ضَبْطٍ و عدالةٍ و عدمِ تدليس.

فأعلى مراتبِ المجمَع عليه:

مالك، عن نافع، عن ابن عُمَر.

أو: منصورٌ، عن إبراهيم، عن علقمة، عن عبداللّٰه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أو: الزهرىُّ، عن سالم، عن أبيه.

أو: أبو الزناد، عن الأعرج، عن أبى هريرة.

ثم بعدَهُ:

مَعْمَر، عن هَمَّام، عن أبى هريره.

أو: ابنُ أبى عَرُوبة، عن قتادة، عن أنس.

أو: ابنُ جُرَيج، عن عطاء، عن جابر، و أمثالُه.

ثم بعدَهُ فى المرتبةِ:

الليثُ، وزهيرٌ، عن أبى الزُّبَير، عن جابر.

أو: سِمَاكٌ، عن عِكرمة، عن ابن عباس.

أو: أبو بكر بن عَيَّاش، عن أبى إسحاق، عن البَرَاء.

أو: العلاءُ بن عبدالرحمن، عن أبيه، عن أبى هريرة، ونحوُ ذلك من أفراد البخارى أو مسلم.

⑴.....حدیثِ صحیح

وہ حدیث جس کے راوی عادل و ضابط اور اس کی سند متصل ہو ''صحیح حدیث'' کہلاتی ہے۔ اگر وہ روایت مرسل ہے تو اس سے دلیل پکڑنے میں اختلاف ہے۔ محدثین نے حدیثِ صحیح کی ان شرائط پر اضافہ کیا ہے کہ وہ روایت شاذ نہ ہو اور نہ اس میں کوئی علت پائی جائے۔ فقہاء کے نزدیک علل محل نظر ہیں۔ بہت سی علل ایسی ہیں، جن کا فقہاء نے انکار کیا ہے۔

پس روایت کی صحت اس پر ہے جب کہ اس کی سند متصل ہو، شذوذ و علل سے سلامت ہو اور اس کے راوی عدم تدلیس والے اور عادل و ضابط ہوں۔

احادیث صحیحہ کے مراتب:

پہلا مرتبہ:

مالك عن نافع عن ابن عمر یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منصور عن ابراهیم عن علقمه عن عبداللّٰه یا

زهری عن سالم اوروہ اپنے والد سے یا

ابو زناد عن اعرج عن ابی هریره

دوسرا مرتبہ:

معمرعن همّام عن ابی هریره یا

ابن ابی عروبه عن قتاده عن انس یا

ابن جریج عن عطاء عن جابر اوران کی مثل

تیسرا مرتبہ:

لیث و زهیر عن ابی زبیر عن جابر یا

سماك عن عکرمه عن ابن عباس یا

ابوبکر بن عیاش عن ابی اسحاق عن براء یا

علاء بن عبدالرحمٰن از والدخود عن ابی ہریرہ اوران کی مثل۔

راویان حدیث جو بخاری ومسلم کے رجال میں سے ہیں۔

❷ الحَسَن

وفی تحریر معناه اضطراب، فقال الخَطَّابِیُّ رحمه اللّٰه:

هو ما عُرِفَ مَخْرجُه واشتَهَر رجالُه، وعلیه مَدارُ أکثرِ الحدیث، وهو الذی یَقبَلُه أکثرُ العلماء، ویَستعملُه عامَّةُ الفقهاء.

وهذه عبارةٌ لیسَتْ علی صِناعة الحدودِ والتعریفات، إذْ الصحیحُ یَنطَبقُ ذلك علیه أیضاً، لکنْ مُرادُه مما لم یَبْلُغ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درجةَ الصحيح .

فأقولُ: الحَسَنُ ما ارتَقَى عن درجة الضعيف ، ولم يَبلغ درجةَ الصحة .

وإن شِئتَ قلتَ: الحَسَنُ ما سَلِمَ من ضعفِ الرُّواة- فهو حينئذ داخل فى قسم الصحيح .

وحينئذ يكونُ الصحيحُ مراتب كما قدَّمناه ، والحسَنُ ذا رُتبةٍ دُونَ تلك المراتب ، فجاء الحسَنُ مثلًا فى آخِرِ مراتب الصحيح .

وأما الترمذىُّ فهو أوَّلُ من خَصَّ هذا النوع باسم الحَسَن ، وذَكَر أنه يُريدُ به: أن يَسلم روايه من أن يكون مُتَّهماً ، وأن يَسلم من الشذوذ ، وأن يُروَى نحُوهُ من غيرِ وجه .

وهذا مشكلٌ أيضاً على ما يقولُ فيه: حسَنٌ غريب ، لا نعرفه إلا من هذا الوجه .

وقيل: الحسَنُ ما ضَعْفُه محتَمَل ، ويَسوغُ العملُ به .

وهذا أيضاً ليس مضبوطاً بضابطٍ يَتميَّزُ به الضَّعْفُ المحتمَل .

وقال ابن الصلاح رحمه اللّٰه: إنَّ الحسَنَ قِسمان:

أحدُهما: مالا يخلو سَنَدُه من مستورٍ لم تَتحقَّق أهليتُه ، لكنه غيرُ مُغَفَّل ولا خطَّاءٍ ولا مَتَّهم ، ويكون المتنُ مع ذلك عُرِفَ مثلُه أو نحوُه من وجهٍ آخر اعتَضَد به .

وثانيهما: أن يكون راويه مشهوراً بالصدق والأمانة ، لكنه لم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَبلغ درجةَ رجالِ الصحيح، لقصوره عنهم فى الحفظ والإتقان، وهو مع ذلك يَرتفعُ عن حالِ من يُعَدُّ تفرُّدُه منكَراً، مع عَدَمِ الشذوذِ والعِلَّة.

فهذا عليه مؤاخذات.

وقد قلتُ لك: إنَّ الحسَنَ ما قَصُرَ سَنَدُه قليلاً عن رُتبة الصحيح- وسيَظهر لك بأمثله.

ثم لا تَطمَعْ بأنَّ للحسَنِ قاعدةً تندرجُ كلُّ الأحاديثِ الحِسانِ فيها، فأَنَا على إِياسٍ من ذلك، فكم من حديثٍ تردَّدَ فيه الحُفَّاظُ، هل هو حسَنٌ أو ضعيفٌ أو صحيح؟ بل الحافظُ الواحدُ يتغيَّرُ اجتهادُه فى الحديثِ الواحد، فيوماً يَصِفُه بالصحة، ويوماً يَصِفُه بالحُسْن، ولربما استَضعَفَه.

وهذا حقٌّ، فإنْ الحديثَ الحَسَنَ يَستضعفُه الحافظُ عن أن يُرَقِّيَه إلى رتبةِ الصحيح، فبهذا الاعتبارِ فيه ضَعْفٌ مَّا، إذْ الحَسَنُ لا ينفك عن ضَعْفٍ مَّا، ولو انَفَّك عن ذلك لصَحَّ باتفاق.

وقولُ الترمذى: (هذا حديث حسَنٌ صحيح)، عليهِ إشكال، بأن الحَسَن قاصِرٌ عن الصحيح، ففى الجمع بين السَّمْتَيْنِ لحديثٍ واحدٍ مُجاذَبَة.

وأُجيبَ عن هذا بشىء لا يَنهض أبداً، وهو أنَّ ذلك راجعٌ إلى الإسناد، فيكون قد رُوى بإسنادٍ حسن، وبإسنادٍ صحيح- و حينئذ لو قيل: حسن صحيح، لا نعرفه إلا من هذا الوجه، لبَطَلَ هذا الجواب.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وحـقيـقةُ ذلك- أن لـو كان كذلك- أن يقال: حديث حسَنٌ وَ صحيح- فكيف العَملُ فى حديثٍ يقول فيه: حسَنٌ صحيحُ لا نـعـرفـه إلا من هذا الوجه- فهذا يُبطِلُ قولَ من قال: أن يكون ذلك بإسنادين .

ويَسُـوغُ أن يـكـون مُـرادُه بـالـحَسَـن الـمـعـنى اللغوىَّ لا الاصـطـلاحـىَّ، وهـو إقبـالُ النفوسِ وإصفاءُ الأسماعِ إلى حُسـنِ مَتْـنِـه، و جَـزَالةِ لـفظِه، وما فيه من الثوابِ والخير، فكثيرٌ من المتون النبوية بهذه المثابة .

قـال شيـخـنـا ابنُ وهب: فعلى هذا يَلزمُ إطلاقُ الحَسَنِ على بعضِ (الموضوعات)، ولا قائل بهذا .

ثـم قـال: فـأقـولُ: لا يُشتَـرَطُ فـى الـحَسَـن قيدْ القُصور عن الـصـحيـح، وإنـمـا جـاء الـقصورُ إذا اقتُصر على (حديثٌ حَسَـنٌ)، فـالـقـصـورُ يـأتيه من قيدِ الاقتصار، لا من حيث حقيقتُه وذاتُه .

ثم قال: فللرُواةِ صِفاتٌ تقتضى قبولَ الرواية، ولتلك الصفاتِ دَرَجَاتٌ بعضُها فوقَ بعض، كالتيقُّظِ والحفظِ والإتقان .

فوجودُ الدَّرَجةِ الدنيا كالصدقِ مثلًا و عَدَمِ التُّمهمة، لا ينافيه وجـودُ مـا هـو أعـلـى منهُ من الإتقانِ والحفظ- فإذا وُجِدَتْ الـدرجةُ الـعُـلْيـا، لـم يُـنـافِ ذلك وجودُ الدنيا كالحفظ مع الـصـدق، فَصحَّ أن يقال: (حسَنٌ) باعتبارِ الدنيا، (صحيحٌ) باعتبار العُلْيا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ويَـلـزَمُ على ذلك أن يكون كلُّ صحيحٍ حسناً، فيُلَتَزُم ذلك، وعـليـه عباراتُ المتقدمين، فإنهم قد يقولون فيما صَحَّ: هذا حديثٌ حسن.

قلتُ:

فأعلى مراتب الحَسَن: بَهْزُ بن حَكِيم، عن أبيه، عن جَدَّه.

و: عَمْرو بن شُعَيب، عن أبيه، عن جَدَّه.

و: محمد بن عَمْرو، عن أبى سَلَمة، عن أبى هريرة.

و: ابنُ إسحاق، عن محمد بن إبراهيم التَّيْمِى، وأمثالُ ذلك.

وهـو قِسـمٌ مُتـجـاذَبٌ بيـن الـصـحةِ والحُسن، فإنَّ عِدَّةً من الـحُـفَّـاظ يـصححون هذه الطرق، وينعتونها بأنها من أدنى مراتب الصحيح.

ثـم بـعـدَ ذلك أمثـلةً كثيرة يُتَنازَعُ فيها، بعضُهم يُحسِّنونها، وآخَـرُون يُـضـعِّـفـونهـا، كحديث الحارثِ بن عبدالله، و عـاصـم بن ضَمْرة، وحَجَّاج بن أَرْطَاة، و خُصَيْف، ودَرَّاجٍ أبى السَّمْح، و خلقٍ سِواهم.

۲.....حدیثِ حسن

حدیثِ حسن کی تعریف میں خاصا اختلاف ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حسن حدیث وہ کہلاتی ہے جس کا مخرج معروف ہو، جس کے راوی معروف و مشہور ہوں۔ اسی پر اکثر احادیث کا مدار ہے۔ زیادہ تر محدثین اسے قبول کرتے ہیں اور یہ فقہاء کے ہاں مستعمل ہے۔''

یہ عبارت حدیث صحیح پر بھی منطبق ہوتی ہے جبکہ اس میں حدود و قیود کا خیال نہیں رکھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا، البتہ امام خطابی رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ وہ حدیث حسن ہے جو درجہ صحیح کو نہ پہنچے۔

پس میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ حدیث حسن وہ ہے جو ضعیف سے اوپر ہو اور درجۂ صحت کو نہ پہنچے۔ اگر آپ کہیں کہ حدیث حسن اسے کہیں گے جو ضعفِ رواۃ سے پاک ہو تب بھی یہ صحیح کی قسم میں داخل ہوگی۔ یہاں حدیث صحیح کے جو مراتب بیان کیے گئے ہیں، حدیث حسن ان مراتب کے نچلے درجے میں ہوگی، یعنی حسن حدیث صحیح کے آخری مراتب (جو صحیح حدیث کی اسناد امام موصوف نے ذکر کی ہیں، ان میں آخری اسناد حسن حدیث کی اوائل اسناد کہلائیں گی) میں آئے گی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ اور حدیث حسن کی تعریف:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے اس نوع کی حدیث کو حسن قرار دیا۔ ان کی اس سے مراد یہ ہے:

① راویانِ حدیث متہم نہ ہوں (یعنی ان پر کوئی تہمت نہ ہو)۔

② روایت شاذ نہ ہو۔

③ حدیث کو ایک سے زائد طُرق سے روایت کیا گیا ہو۔

لیکن اس میں مشکل یہ ہے کہ جب امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حسن غریب، لا نعرفه الامن هذا الوجه یعنی یہ ''حسن غریب ہے، اسے ہم بس اسی ایک سند سے جانتے ہیں۔''

کہا گیا ہے، حسن وہ حدیث ہے جو ضعف کا احتمال رکھتی ہے اور اس پر عمل جائز ہو۔ لیکن اس کے لیے بھی کوئی پختہ اصول نہیں ہے جس سے احتمالِ ضعف کو پرکھا جا سکے۔

امام ابن الصلاح رحمہ اللہ اور حدیث حسن کی تعریف:

علامہ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے حسن کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

اول: وہ حدیث جس کی سند میں مستور الحال راوی ہو اور اس میں حدیث (کو ضبط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے) کی اہلیت نہ ہولیکن وہ راوی غافل، کثیر الخطاء اور متہم بالکذب نہ ہو۔اور اس حدیث کا متن دوسرے طرق سے بلفظہ یا بالمعنی معروف ومشہور ہو اور اس حدیث کا کوئی متابع یا شاہد موجود ہو۔ (متاخرین کے ہاں اس کو حسن لغیرہ کہا گیا ہے)

دوم: وہ حدیث جس کا راوی صدق وامانت کے اوصاف کے ساتھ مشہور ہو لیکن حفظ و اتقان کے ناقص ہونے کی بناء پر صحیح کے درجے تک نہ پہنچے لیکن اس کا ضبط واتقان اتنا ناقص بھی نہ ہو کہ اگر وہ کسی حدیث کو روایت کرنے میں تنہا ہو تو اس کی حدیث منکر ہو جائے۔اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حدیث شاذ ومعلل نہ ہو۔ (متاخرین کے ہاں ایسی حدیث کو حسن لذاتہ کہا جاتا ہے۔)

اس پر چند ایک مؤاخذات ہیں:

میں (ذہبی) تم سے کہتا ہوں کہ حدیث حسن وہ ہے جس کی سند رتبہ صحیح سے کم ہو۔ تمھارے لیے یہ بات مثالوں سے ظاہر ہو جائے گی۔ پھر تم احادیث حسن کے ایسے قاعدے کی تمنا نہ کرو گے جس کے تحت تمام احادیث حسن آجائیں۔افسوس بہت سی احادیث ایسی ہیں جن کے بارے میں حفاظ کو شبہ لاحق ہوا ہے کہ آیا وہ حسن یا ضعیف یا صحیح ہیں؟ حتی کہ ایک حافظ حدیث کا اجتہاد ایک ہی حدیث کے بارے میں بدل جاتا ہے۔ مثلاً محدث ایک دن (ایک حدیث کے متعلق) صحت کا حکم کرتا ہے، کسی دن اسے حسن کہتا ہے اور بعض اوقات اس کا ضعف بیان کرتا ہے۔

یہ حق ہے کہ حدیث حسن کو حافظ ضعیف کہے کہ وہ رتبہ صحیح کو پہنچنے والی نہیں ہے، اس اعتبار سے کہ اس میں ضعف ہے۔تب حدیث حسن ضعیف رہے گی اور اگر ضعف اس میں نہیں پایا جاتا تو وہ حدیث باتفاق صحیح ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول: ((هذا حديث حسن صحيح))

اس پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ حدیث حسن صحیح کے درجے کو نہیں پہنچتی، پھر ایک حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں دوسمتوں (حسن اور صحیح) کو کیسے جمع کیا گیا؟ اس کے متعلق جواب دیا گیا ہے کہ یہ قول اسناد کی طرف راجع ہے۔ کبھی سند حسن اور کبھی صحیح ہوتی ہے۔ جب یہ کہا جائے ((حسن صحیح لانعرفه الامن هذا الوجه)) اس وقت یہ جواب غلط ٹھہرتا ہے۔ حقیقتاً اگر ایسا ہی ہے یعنی کہا جائے کہ (حدیث حسن صحیح) تو اس پر کیسے عمل کیا جائے گا، اس صورت میں جب کہا جائے (حدیث حسن صحیح لا نعرفه الا من هذا الوجه) پس جس نے یہ کہا کہ اس کی دوسندیں ہیں اس کا جواب باطل ٹھہرے گا۔

یہ جائز ہے کہ حسن کہنے سے لغوی معنی مراد ہو نہ کہ اصطلاحی۔ یہ امر حسن متن اور فصیح الفاظ کی طرف متوجہ کرتا ہے جس میں ثواب وخیر ہی ہے۔ زیادہ تر متونِ احادیثِ نبویہ اسی نوعیت کے ہیں۔

ہمارے شیخ ابن وہب نے فرمایا ہے کہ اس سے لازم ٹھہرتا ہے کہ حسن کا اطلاق بعض موضوعات پر کیا جائے۔ پھر کہا (امام ابن وہب نے) کہ میں کہتا ہوں کہ حدیث حسن میں مرتبہ صحیح سے نیچے ہونے کی قید نہیں ہے۔ یہ قید اس حدیث حسن کی حقیقت وذات کے اعتبار سے نہیں لگائی گئی بلکہ اکتفاء کے طور پر ہے۔ پھر کہا: راویان حدیث کی صفات قبول روایت کا تقاضا کرتی ہیں اور ان صفات کے ایک دوسرے پر درجات ہیں، جیسے تیقظ، حفظ اور اتقان۔

ادنیٰ درجے کے اعتبار سے صدق اور عدم تہمت کا پایا جانا، اس سے اعلیٰ مراتب یعنی حفظ واتقان کے منافی نہیں ہے۔ اسی طرح اعلیٰ درجہ (حفظ واتقان) ادنیٰ درجہ (حفظ وصدق) کے منافی نہیں ہے۔ پھر یہ درست ہوگا کہ کسی حدیث کو حسن بہ اعتبار ادنیٰ درجہ اور صحیح بہ اعتبار اعلیٰ درجہ کہا جائے۔

اس توجیہ سے لازم آتا ہے کہ ہر صحیح حدیث حسن ہو اور اسی پر متقدمین محدثین کی عبارات دلالت کرتی ہیں اور بسا اوقات وہ صحیح حدیث کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث حسن کے مراتب:

حدیث حسن کا سب سے اعلیٰ مرتبہ وہ ہے جس پر محدثین نے صحت کا اور بعض نے حسن کا اطلاق کیا ہے۔ یہ صحت کے مراتب میں سے ادنیٰ درجہ ہے، جیسا کہ وہ احادیث جو "بهز بن حكيم عن ابيه عن جده" یا "عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده" یا "ابن اسحاق عن محمد بن ابراهيم التيمى" یا "محمد بن عمرو عن ابى سلمه عن ابى هريره رضی اللہ عنہ" کے طریق سے ہیں۔

پھر دوسرا درجہ ان رواۃ کی احادیث کا ہے جن کی تحسین وتضعیف میں محدثین کا اختلاف ہے، جیسا کہ حارث بن عبداللہ، عاصم بن ضمرہ، حجاج بن ارطاۃ، خُصیف، دراج ابی السمح، اور اس کے علاوہ دیگر رواۃ جن کی احادیث کو بعض نے حسن اور بعض نے ضعیف کہا ہے۔

❸ الضعيف

ما نَقَص عن درجة الحَسَن قليلًا .

ومن ثَمَّ تُردَّدَ فى حديثِ أُنَاسٍ ، هل بَلَغ حديثُهم إلى درجةِ الحَسَنِ أم لا؟

و بلا ريبٍ فخَلْقٌ كثيرٌ من المتوسطين فى الرَّوايةِ بهذه المثابة۔ فآخِرُ مراتب الحَسَنِ هى أول مراتب الضَّعِيف .

أعنى: الضعيفَ الذى فى "السُّنَن" و فى كتب الفقهاء، ورُواتُه ليسوا بالمتروكين، كابن لَهِيعَة، وعبدالرحمن بن زيد بن أسلم، وأبى بكر بن أبى مريم الحمصى، وفَرَج بن فَضَالة، ورِشْدِين، و خلقٍ كثير .

❸ .....ضعیف

تعریف:

جو حدیث درجہ حسن کو نہ پہنچے، ضعیف کہلاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بحث:

اس میں تردد ظاہر کیا گیا ہے کہ آیا حدیث ضعیف درجۂ حسن کو پہنچتی ہے یا نہیں؟

بلا شک و شبہ متوسط راویان حدیث میں اکثر کی روایات اسی نوعیت کی ہیں۔ حسن حدیث کے آخری مراتب ضعیف حدیث کے اول مراتب ہیں۔

میرے (ذہبی کے) نزدیک وہ حدیث ضعیف ہے جو ''السنن'' اور کتب فقہاء میں مروی ہے اور اس کے راوی متروک نہیں ہیں، جیسا کہ ابن لھیعہ، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم، ابو بکر بن ابی مریم الحمصی، فرج بن فضالہ اور رشدین وغیرھم۔

❹ المطروح

ما انحطَّ عن رُتبة الضعيف .

ويُروَى في بعض المسانيد الطِّوال وفي الأجزاء، بل وفي "سنن ابن ماجَهْ" و "جامع أبي عيسى" .

مثلُ عَمْرِو بن شَمِر، عن جابر الجُعفي، عن الحَارِث، عن عليٍّ .

وكصَدَقَةَ الدَّقِيقي، عن فَرْقَدٍ السَّبَخي، عن مُرَّةَ الطَّيِّبِ، عن أبي بَكْر .

وجُوَيْبِر، عن الضحاك، عن ابن عباس .

وحفص بن عُمَر العَدَني، عن الحكَم بن أبان، عن عكرمة .

وأشباهُ ذلك من المتروكين والهَلْكَى، وبعضهم أفضل من بعض .

❹.....مطروح

تعریف:

جو حدیث درجہ ضعیف سے گری ہوئی ہو، وہ مطروح ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث مطروح کو طویل مسانید، اجزاء، سنن ابن ماجہ، اور جامع ابی عیسی میں روایت کیا گیا ہے۔

مطروح کے مراتب:

جیسے عمرو بن شمر عن جابر جعفی عن حارث عن علی رضی اللہ عنہ اور صدقہ دقیقی عن فرقد سنجی عن مُرہ الطیب عن ابی بکر اور جویبر عن ضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حفص بن عمر العدنی عن حکم بن ابان عن عکرمہ ان کی مثل اور متروکین جیسے الہلکی۔ ان میں سے بعض مراتب دوسرے پر فضلیت رکھتے ہیں۔

❺ الموضوع

ما كان مَتْنُه مخالفاً للقواعد، وراويه كذَّابًا، كالأربعين الوَدْعانيَّة، وكنسخةِ علىٌّ الرِّضَا المكذوبةِ عليه.

وهو مراتب، منه:

ما اتفقوا على أنه كَذِب. ويُعرَفُ ذلك بإقرار واضعِه، وبتجربةِ الكذبِ منه، و نحوِ ذلك.

ومنه: ما الأكثرون على أنه موضوع، والآخَرُون يقولون: هو حديثٌ ساقطٌ مطروح، ولا نَجسُرُ أن نُسمَّيَه موضوعاً.

ومنه: ما الجمهورُ على وَهْنِه وسُقوطِه، والبعضُ على أنه كذِب.

ولهم في نقد ذلك طُرقٌ متعدَّدة، وإدراكُ قوىٌّ تَضِيقُ عنه عباراتُهم، من جِنسِ ما يُؤتاه الصَّيرَفِيُّ الجِهْبِذُ في نقدِ الذهب والفضة، أو الجوهريُّ لنقدِ الجواهرِ والفُصوصِ لتقويمِها.

فلكثرةِ ممارستِهم للألفاظ النبوية، إذا جاء هم لفظٌ ركيك،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أعـنـى مُـخـالِـفًـا لـلقواعد، أو ـ فيه ـ المجازفةُ فى الترغيب والتـرهيـب، أو الـفـضـائـل، وكان بإسنادٍ مُظلم، أو إسنادٍ مُضِىء كالشمس فى أثنائه رجلٌ كذاب أو وضَّاع، فيحكمون بأنَّ هذا مختلَق، ما قاله رسولُ اللّٰه ﷺ، وتَتواطأُ اقوالُهم فيه على شىء واحد.

وقال شيخنا ابنُ دقيق العيد: إقرارُ الراوى بالوضع، فى رَدَّه، ليـس بـقـاطـعٍ فـى كـونـه مـوضوعاً، لجوازِ أن يكذب فى الإِقرار.

قـلـتُ: هـذا فيـه بعضُ مافيه، ونحن لو افتتحنا بابَ التجويز والاحتمالِ البعيد، لوقعنا فى الوسوسة والسفسطة!

نـعم كثيرٌ من الأحاديث التى وُسِمَتْ بالوضع، لا دليلَ على وضـعهـا، كما أنَّ كثيراً من الموضوعاتِ لا نرتابُ فى كونها موضوعة.

۵.....موضوع

تعریف:

جس حدیث کا متن قواعد کے خلاف ہو اور راوی کذاب ہوں موضوع کہلاتی ہے، جیسے اربعین ودعانیہ اور نسخہ علی الرضا جس میں جھوٹی باتیں ہیں۔

موضوع کے مراتب:

① جس پر سب کا اتفاق ہو کہ وہ جھوٹا ہے۔اس کا جھوٹ اس کے اپنے ہی اقرار سے واضح ہو، یا تجربے سے اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہو۔

② جس کے بارے میں اکثر محدثین کہیں یہ موضوع ہے جب کہ محدثین میں سے کچھ اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''حدیث ساقط مطروح'' قرار دیں اور کہیں کہ ہم اسے موضوع کہنے کی جسارت نہیں کرتے۔

③ جمہور اس کے وہن وسقوط پر متفق ہوں جب کہ بعض کذب ہونے کی بات کریں۔

موضوع کی پہچان:

''موضوع'' پر نقد کرنے کے متعدد طریقے ہیں۔قوی ادراک ان روایات کی عبارات سے ہوتا ہے، جیسا کہ ماہر صراف سونے اور چاندی یا جوہری نگینے اور جواہر کو پرکھنے میں یدطولی رکھتے ہیں۔

① اس سلسلے میں الفاظ نبویہ کا مطالعہ اور محنت درکار ہے۔ جب کوئی رکیک لفظ آئے یعنی قواعد کے مخالف یا ترغیب وترہیب کے سلسلے میں بے تکی بات یا فضائل میں ایسی بات کہہ دی جائے۔

② اس کی اسناد تاریک ہوں۔ یا سند اظہر من الشمس کہہ رہی ہو کہ اس میں راوی وضاع و کذاب ہیں جن پر مختلق (گھڑنے) کا حکم لگایا جائے گا، یعنی جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد نہیں فرمایا اور اس کی تائید مزید اقوال ائمہ کرتے ہوں۔

ہمارے شیخ ابن دقیق العید نے کہا کہ راوی کا اقرار اس کے وضع کے بارے میں اس کے جھوٹا ہونے کو ظاہر کرتا ہے، اس روایت کے موضوع ہونے کا قاطع نہیں ہے۔

میں (ذہبی) کہتا ہوں یہ ایک ہی بات ہے۔اگر ہم تجویز واحتمال کا دروازہ کھولیں گے تو یہ بعید نہیں ہے کہ ہم وسوسہ اور سفسطہ (قیاسی غلطی) میں جا پڑیں۔ ہاں کثیر احادیث ایسی ہیں جن پر وضع کا حکم لگایا گیا لیکن ان کے وضع پر کوئی دلیل نہیں۔ ایسے ہی کثیر موضوعات اس نوعیت کی ہیں جن کے موضوع ہونے میں شک نہیں۔

٦ المرسَلُ

عَـلَمٌ على ما سَقَط ذكرُ الصحابى من إسناده، فيقول التابعىُّ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قال رسول اللّٰه ﷺ .

ويـقـع فى المراسيل الأنواعُ الخمسةُ الماضية ، فمن صِحاح المراسيل:

مرسَلُ سعيد بن المسيَّب .

و: مرسَلُ مسروق .

و: مرسَلُ الصُّنَابِحِى .

و: مرسَلُ قيس بن أبى حازم ، و نحوُ ذلك .

فإنَّ المرسَل إذا صَحَّ إلى تابعىٌّ كبير ، فهو حُجَّة عند خلق من الفقهاء .

فـإن كـان فـى الـرُّوَاةِ ضَعيْفٌ إلى مثلِ ابن المسيَّب ، ضَعُفَ الـحديثُ من قِبَلِ ذلك الرجل ، وإن كان متروكاً ، أو ساقطاً: وَهَنَ الحديثُ و طُرِح .

ويُوجَدُ فى المراسيل موضوعات .

نـعـم وإن صَحَّ الإِسنادُ إلى تابعىَّ متوسِطِ الطبقة ، كمراسيل مـجـاهـد ، وإبـراهيم ، والشعبى ، فهو مرسَل جيّد ، لا بأسَ به ، يقَبلُه قومٌ و يَرُدُّه آخَرون .

ومن أوهى المراسيل عندهم: مراسيلُ الحَسَن .

وأوهـــى مـن ذلك: مـــراسيـلُ الـزهـرى ، وقتـادة ، و حُمَيد الطويل ، من صغار التابعين .

وغـالـبُ الـمـحـقَّـقيـن يَـعُدُّون مراسيلَ هؤلاء مُعْضَلاتٍ و مـنـقـطعات ، فإنَّ غالب رواياتِ هؤلاء عن تابعيٍّ كبير ، عن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابی ، فالظنُّ بمُرسِلِه أَنه أَسقَطَ من إسنادِه اثنين .

⑥.....مُرسَل

وہ حدیث جس کی سند میں صحابی کا ذکر نہ کیا جائے اور تابعی کہے: قال رسول اللہ ﷺ ، مرسل کہلاتی ہے۔

انواع مراسیل:

مراسیل میں ذکر کردہ (صحیح، حسن، ضعیف، مطروح اور موضوع) پانچ انواع ہیں:

صحیح مراسیل:

① سعید بن مسیّب، مسروق، ضابجی، قیس بن ابی حازم اور اس کی مثل دیگر کی مراسیل صحیح ہیں۔

② مرسل کی سند تابعی کبیر کی طرف صحیح ہو تو وہ فقہاء کے نزدیک حجت ہے۔

③ اس کے رواۃ اگر ضعیف ہوں، جیسا کہ ابن مسیّب کی طرف، تو اس کے قبول کا حکم بھی ویسا ہوگا یعنی وہ حدیث متروک یا ساقط یا وہن الحدیث یا مطروح کہلائے گی۔

مراسیل میں موضوعات بھی پائی جاتی ہیں۔ ہاں اگر اسناد متوسط طبقہ کے تابعی کی طرف صحیح ہوں، جیسا مجاہد، ابراہیم، شعبی، تو وہ مراسیل عمدہ ہیں۔ اس میں کوئی مسئلہ نہیں۔ اسے محدثین کے ایک گروہ نے قبول کیا ہے اور بعض محدثین نے رد بھی کیا ہے۔

کمزور مراسیل محدثین کے نزدیک حسن، زہری، قتادہ اور حمید الطّویل کی ہیں جو صغار تابعین میں سے ہیں۔

زیادہ تر محققین مذکورہ بالا مراسیل کو معضلات و منقطعات میں شمار کرتے ہیں، کیونکہ ان میں زیادہ تر روایات تابعی کبیر سے ہیں، وہ صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ ظن ہے کہ ان کی اسناد میں دو راوی رہ گئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٧ المُعْضَل

هو ما سَقَط من إسنادِه اثنان فصاعداً .

٧..... مُعضَل

تعریف:

جس حدیث کی سند سے دو راوی یکے بعد دیگرے ساقط ہوں، وہ معضل ہے۔

٨ وكذلك المنقطِع

فهذا النوعُ قلَّ من احتَجَّ به .

وأجـوَدُ ذلك مـا قال فيه مالكٌ: بَلَغَنِى أنَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قال: كـذا و كـذا۔ فـإنَّ مـالـكـاً متثبَّـتٌ، فـلعلَّ بلا غاتِه أقوى من مراسَيل مِثل حُمَيد، و قتادة .

٨..... منقطع

اس نوع پر کم ہی احتجاج کیا گیا ہے۔ اس میں سب سے عمدہ وہ روایات ہیں، جیسے مالک نے کہا: ((بلغنی ان رسول الله ﷺ قال كذا و كذا .)) ۔پس مالک متثبت (معتبر) ہیں۔شاید یہ بلاغات (بلغنی والی) مراسیل حمید وقتادہ سے زیادہ قوی ہیں۔

٩ الموقوف

هو ما أُسنِدَ إلى صحابىٍّ من قولِه أو فعلِه .

٩..... موقوف

تعریف:

جس حدیث کی نسبت صحابی کے قول وفعل کی طرف کی جائے، وہ موقوف کہلاتی ہے۔

١٠ و مُقابِلُهُ المرفوع

وهو ما نُسِبَ إلى النبىِّ ﷺ من قولِه أو فعلِه .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑩.....مرفوع

تعریف:

جس حدیث کی نسبت نبی کریم ﷺ کے قول وفعل کی طرف کی جائے مرفوع ہوتی ہے۔

⑪ المتصل

ما اتَّصَل سَنَدُه، وسَلِمَ من الانقطاع، ويَصدُق ذلك على المرفوع والموقوف.

⑪.....متصل

تعریف:

وہ حدیث جس کی سند متصل اور انقطاع سے سلامت ہو، متصل کہلاتی ہے۔ یہ تعریف مرفوع وموقوف پر بھی صادق آتی ہے۔

⑫ المُسنَد

هو ما اتصل سَنَدُه بذكرِ النبی ﷺ.

وقيل: يَدخُلُ فی المسند كلُّ ما ذُكِرَ فيه النبیُّ ﷺ، وإن كان فی أثناءِ سَنَدِه انقطاع.

⑫.....مسند

تعریف:

جس حدیث کی سند نبی کریم ﷺ تک متصل ہو، وہ مسند ہے۔ کہا گیا ہے اس میں ہر روایت داخل ہے جس کی سند میں نبی کریم ﷺ کا ذکر ہو، خواہ اس کی سند میں انقطاع ہو۔

⑬ الشاذُّ

هو ما خالف راويه الثقاتِ، أو: ما انفَرَد به من لا يَحتمِلُ حأله قبولَ تفرُّدِه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۳.....شاذ

تعریف:

جس حدیث میں ثقہ راویوں کی مخالفت ہو، یا جسے روایت کرنے میں انفراد ہو جب کہ وہ منفرد ہونے کو قبول نہ کرے، ایسی روایت شاذ کہلاتی ہے۔

۱۴ المنكَر

وهو ما انفرد الراوى الضعيفُ به۔ وقد يُعَدُّ مُفْرَدُ الصَّدُوقِ منكَراً.

۱۴.....منکر

تعریف:

جس حدیث کو ضعیف راوی روایت کرے، وہ منکر ہے۔ کبھی کبھار اکیلے صدوق کو منکر شمار کیا جاتا ہے۔

۱۵ الغريب

ضِدُّ المشهور.

فتارةً تَرجِعُ غرابتُه إلى المتن، وتارةً إلى السَّنَد.

والغريبُ صادقٌ على ماصَحَّ، وعلى مالم يصحَّ، والتفرُّدُ يكونُ لما انْفَرَدَ به الراوى إسناداً أو متناً، ويكونُ لِما تَفَرَّدَ به عن شيخٍ معيَّن، كما يقال: لم يَروِه عن سفيان إلا ابنُ مَهْدِى، ولم يَروِه عن ابن جُرَيج إلا ابنُ المبارك.

۱۵.....غریب

کبھی غرابت سند میں ہوتی ہے اور کبھی متن میں۔ غریب کا اطلاق صحیح اور غیر صحیح دونوں پر ہوتا ہے۔ تفرد اس بنا پر ہوتا ہے کہ اس سند میں یا متن کو نقل کرنے والا ایک ہی راوی ہے۔ ایسا بھی ہے کہ ایک شیخ سے بس ایک ہی شخص روایت کرے، جیسا کہ سفیان سے ابن مہدی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے سوا اور ابن جریج سے ابن المبارک کے سوا کوئی روایت نہیں کرتا۔

⑯ المُسَلْسَل

ما كان سَنَدُه على صِفةٍ واحدةٍ فى طبقاته۔ كما سُلْسِلَ بسَمِعتُ، أو كما سُلْسِلَ بالأولِيَّة إلى سُفْيَان.

وعامَّةُ المسلسلاتِ واهِية، وأكثرُها باطِلةٌ، لكذبِ رُواتها.

وأقواها المُسَلْسَلُ بقراءة سُورة الصَّفِّ، والمسلسَلُ بالدمشقيين، والمُسلسَلُ بالمصريين، والمسلسَلُ بالمحمَّدِين إلى ابن شِهاب.

⑯ ..... مسلسل

تعریف:

کسی حدیث کی سند میں ایک صفت اس روایت کے تمام طبقات میں پائی جائے، جیسا کہ سلسلۂ رواۃ میں سب "سمعت" کہیں یا وہ سلسلہ جو سفیان بن عیینہ کی طرف ہے۔

بحث:

زیادہ تر مسلسلات جھوٹے اور کمزور ہوتے ہیں کہ ان کے راوی جھوٹ بولتے ہیں۔

سب سے قوی مسلسلات درج ذیل ہیں:

① مسلسل سورہ الصّف کی قراءت

② دمشقی راویوں کا سلسلہ

③ بصری راویوں کا سلسلہ

④ ابن شہاب کی طرف محمد نامی راویوں کا سلسلہ۔

⑰ المُعَنْعَن

ما إسنادُه فلانٌ عن فلان.

فمن الناس من قال: لا يَثْبُتُ حتى يَصِحَّ لقاءُ الراوى بشيخه

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يوماً ماً، ومنهم من اكتَفَى بمجرَّد إمكان اللُّقِىِّ، وهو مذهَبُ مُسْلِم، وقد بالَغَ فى الردَّ على مخالِفِه.

ثـم بتقدير تَيَقُّن اللقاء، يُشتَرَطُ أن لا يكون الراوى عن شيخِهِ مُدَلِّساً، فإن لم يكن حملناه على الاتصال، فإن كان مُدَلِّساً، فالأظهَرُ أنه لا يُحمَلُ على السماع.

ثـم إن كـان الـمـدلِّـسُ عـن شيخِه ذا تدليسٍ عن الثقاتِ فلا بأس، وإن كان ذا تدليسٍ عن الضعفاءِ فمردود.

فـإذا قال الوليد أو بَقِيَّة: عن الأوزاعى، فواهٍ، فإنَّهما يُدلِّسان كثيـراً عن الهَلْكَى، ولهذا يَتَّقى أصحابُ (الصحاح) حديثَ الـوليـد، فـمـا جـاء إسـنـادُه بِصِيغةِ عن ابنِ جُرَيج، أو عن الأوزاعىّ، تجنّبوه.

وهذا فى زماننا يَعْسُرُ نقدُه على المحدَّث، فإنَّ أولئك الأئمة كـالبخارى وأبى حاتم وأبى داود، عايَنُوا الأصول، وعَرَفوا عِـلَلَها، وأمَّا نحن فطالَتْ علينا الأسانيدُ، وفُقِدَتْ العباراتُ الـمتيـقَّنَة، وبمثلِ هذا و نحوِه دَخَل الدَّخَلُ على الحاكم فى تَصَرُّفِهِ فى "المستدرك".

⑰ ..... معنعن

تعریف:

معنعن وہ حدیث ہے جس کی سند میں ہو فلان عن فلان۔

بحث و تجزیہ:

محدثین کی ایک جماعت نے کہا کہ معنعن ثابت نہیں ہوتی جب تک راوی کی ملاقات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے شیخ سے نہ ہوئی ہو۔ بعض محدثین نے امکان ملاقات پر اکتفاء کیا ہے۔ یہ امام مسلم کا مذہب ہے اور انھوں نے اپنے مخالفین کے رد میں مبالغہ کیا ہے۔

ملاقات کے یقین پر یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ راوی اپنے شیخ سے تدلیس نہ کرے۔ پس اگر وہ مدلس نہ ہو تو ہم اسے اتصال پر محمول کریں گے۔ اگر وہ مدلس ہو تو ظاہر ہے کہ اسے پھر سماع پر محمول نہیں کیا جائے گا۔ پھر اگر مدلس ثقات (ثقہ شیوخ) سے تدلیس کرتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگر وہ ضعفاء سے تدلیس کرتا ہے تو وہ مردود ہے۔

مثالیں:

جب ولید یا بقیہ راوی اوزاعی سے روایت کریں تو درست نہیں کیونکہ یہ دونوں الہلکی سے بھی کثرت کے ساتھ تدلیس کرتے ہیں۔ اسی لیے اصحاب صحاح نے حدیث ولید سے اجتناب برتا ہے۔ پھر ان کی جو اسناد صیغہ عن ابن جریج یا عن اوزاعی مروی ہوں ان سے اجتناب کیا جائے۔ ہمارے زمانے (عصرِ ذہبی) میں اس نوعیت کا نقد محدث پر مشکل ہے۔ کیونکہ امام بخاری و ابو حاتم اور ابو داؤد تو اصولوں کو بنانے والے اور علل کے جاننے والے تھے جب کہ ہم تک اسانید طویل ہوگئی ہیں اور یقینی عبارات مفقود ہیں۔ اس کی مثال یہ بھی ہے کہ امام حاکم کی مستدرک میں نقص وعیب کا دخل ہے۔

۱۸ المُدَلَّس

ما رواه الرجل عن آخَر ولم يَسمعه منه، أو لم يُدركه.

فإن صَرَّح بالاتصال وقال: حدَّثنا، فهذا كذَّاب، وإن قال: عن، احتُمِلَ ذلك، ونُظِرَ في طبقتِهِ هل يُدرِكُ من هو فوقَهُ؟ فإن كان لَقِيَه فقد قرَّرناه، وإن لم يكن لَقِيَه فأمكن أن يكون مُعاصِرَه، فهو محلُّ تردُّد، وإن لم يُمكِن فمنقطِع، كقتادة عن أبي هريرة.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وحُكْمُ (قالَ): حُكمُ (عن)ـ ولهم فى ذلك أغراض:

فإن كان لو صَرّحَ بمن حَدَّثه عن المسمَّى، لعُرِفَ ضَعْفُه، فهذا غَرَضٌ مذموم و جِنايةٌ على السُّنَّة، ومن يُعانى ذلك جُرِحَ به، فَإنَّ الدينَ النصيحة.

وإن فَعَلهُ طَلَباً للعلو فقط، أو إيهاماً بتكثير الشيوخ، بأن يُسمَّىَ الشيخَ مرَّةْ و يُكَنِّيه أخرى، ويَنْسُبَه إلى صَنْعةٍ أو بلدٍ لا يكادُ يُعرَف به، وأمثالَ ذلك، كما تقولُ: حدَّثَنا البُخَارىُّ، وتَقصِدُ به من يُبَخَّرُ الناس، أو: حدَّثَنا علىٌ بما وراءَ النهر، و تعنى به نهراً، أو حدَّثنا بزَبِيد، وتُرِيد موضعاً بقُوص، أو: حدَّثنا بحَرَّان، وتُريدُ قريةَ المَرْج، فهذا مُحْتَمَل، والورع تركه.

ومن أمثلة التدليس: الحَسَنُ عن أبى هريرة- وجمهورُهم على أنه منقطع، لم يَلْقَه- وقد رُوِىَ عن الحَسَنِ قال: حدَّثنا أبوهريرة- فقيل: عَنَى بحَدَّثَنا: أهلَ بلدِه.

وقد يؤدَّى تدليسُ الأسماء إلى جهالةِ الراوى الثقة، فيُرَدُّ خبَرُه الصحيح- فهذه مَفْسَدَة، ولكنها فى غير "جامع البخارى" و نحوِه، الذى تَقرَّرَ أنَّ موضوعَه للصحاح، فإنَّ الرجلَ قد قال فى "جامعه": حدَّثَنا عبدُاللّٰه- وأراد به: ابنَ صالح المصرى- وقال: حدَّثَنا يعقوب- وأراد به: ابنَ كاسِب- وفيهما لِين- وبكل حالٍ: التدليسُ منافٍ للإِخلاص، لما فيه من التزيُّن.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۸..... مدلس

تعریف:

ایک راوی دوسرے سے روایت کرے جب کہ اس نے دوسرے سے نہ سماع کیا ہو نہ اس سے ملاقات ہوئی ہو۔

بحث وتجزیہ:

اگر راوی اتصال کی تصریح کرے اور کہے "حدثنا" تو وہ کذاب ہے۔ اور اگر وہ "عن" کہے تو اس میں احتمال موجود ہے۔ اس کے طبقے کی طرف دیکھا جائے گا کیا وہ اپنے سے اوپر والے طبقے سے ملا ہے یا نہیں۔ اگر اس کی ملاقات ثابت ہے تو اس پر اس سے پہلے کلام کیا جاچکا ہے۔ اگر اس کی ملاقات ممکن نہ ہو تو اس کا امکان ہوگا کہ وہ اس کا معاصر ہے۔ یہ محل نظر ہے۔

حکم "قال" اور حکم "عن" کے بارے میں درجہ ذیل اغراض ہیں؛

اگر راوی اس کے نام کی صراحت کردے جس سے اس نے روایت لی ہے تو اس کا ضعف عیاں ہو جائے گا۔ یہ نہایت قبیح بات ہے اور جو ایسا کرے اس پر جرح واقع ہوگی۔ دین تو نصیحت ہے۔

اگر وہ ایسا صرف اونچے مقام کے حصول کی خاطر یا شیوخ کی کثرت کی بناء پر ایہام پیدا کرے۔ کبھی شیخ کا نام ذکر کرے اور کبھی کنیت، بعض اوقات شیخ کے پیشے یا اس کے شہر کی طرف منسوب کرے جس سے وہ معروف نہیں ہے۔

تعریف کی مثالیں:

جیسا کہ کہا جائے "حدثنا البخاری" اس سے مراد یہ لیا جائے جو لوگوں کو بھاپ (دھونی) دیتا ہو۔ یا "حدثنا علی بما وراء النهر" اور اس سے علاقہ ماوراء النہر کے بجائے دریا مراد لیا جائے۔ یا "حدثنا بزبید" اور اس سے مراد زبید (یمن) کی ایک جگہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قوص لی جائے۔ یا"حدثنا بحران" اوراس سے مرادحران کی مرج نامی بستی لی جائے۔ یہ سب محتملات ہیں۔

تدلیس کی مثالیں:

جیسے حسن عن ابی ہریرہ ہے جبکہ جمہوراس کے بارے میں کہتے ہیں یہ منقطع ہے۔ان کی ملاقات نہیں ہوئی۔حسن سے جوروایت کیا گیا ہے کہ اس نے کہا"حدثنا ابو هريره" ۔کہا گیا ہے کہ اس سے مرادان کے شہر والوں سے روایت کی گئی ہے۔

کبھی ناموں کی تدلیس کوثقہ راوی کی جہالت قرار دیا جاتا ہے اوراس کی صحیح خبر کورد کر دیا جاتا ہے۔اس میں خرابی ہے۔لیکن یہ خرابی جامع بخاری یا اس کی مثل دیگر کتب کے علاوہ کتب میں پیش آتی ہے۔ بخاری نے قرار دیا ہے کہ ان کا موضوع صحیح احادیث ہیں۔ امام بخاری اپنی جامع میں کہتے ہیں"حدثنا عبد الله" اس سے مرادابن صالح المصری ہوتے ہیں۔اوروہ (امام بخاری) کہتے ہیں"حدثنا يعقوب" اس سے مرادابن کاسب ہوتا ہے۔ان دونوں میں معمولی تدلیس ہے۔البتہ تدلیس ہرحال میں اخلاص کے منافی ہے کیونکہ اس میں ظاہرداری اورعبارت آرائی ہے۔

⑲ المضطرب والمُعَلَّل

ما رُوی علی أوجهٍ مختلِفة، فيَعتلُّ الحديث.

فإن كانت العِلَّةُ غيرَ مؤثِّرة، بأن يَروِيَه الثَّبْتُ على وجهٍ، و يُخالِفَه واهٍ، فليس بمَعْلُول۔ وقد ساق الدار قطنيُّ كثيراً من هذا المنط في "كتاب العِلَل"، فلم يُصِب، لأنَّ الحُكمَ للثَّبْت.

فإن كان الثَّبْتُ أرسَلَه مثلًا، والواهي وصَلَه، فلا عبرة بوصلِه لأمرين: لضعفِ راويه، ولأنه معلولُ بإرسال الثَّبْت له.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثـم اعـلـم أنَّ أكثَـرَ الـمتـكـلِّمِ فيهم، ما ضعَّفهم الحُفَّاظُ إلا لمخالفتهم للأثبات.

وإن كـان الـحـديـثُ قـد رَوَاه الثَّبْـتُ بـإسناد، أو وَقَفـه، أو أرسَـلَه، ورفقاؤه الأثباتُ يُخالفونه، فالعِبرةُ بما اجتَمَع عليه الثـقـات، فـإنْ الواحد قد يَغلَط- وهنا قد ترجَّح ظهورُ غَلَطِه فلا تعليل، والعِبرةُ بالجماعة.

وإن تساوَى العَدَدُ، واختَلَف الحافظان، ولم يترجَّح الحكمُ لأحدِهما على الآخَر، فهذا الضَّرْبُ يَسوقُ البخاريُّ ومسلمُ الـوجهيـنِ- منه- فى كتابيهما- و بالأَولَى سَوْقُهما لما اختَلَفا فى لفظِهِ إذا أمكن جَمْعُ معناه.

ومـن أمثلة اختلاف الحافِظَيْنِ: أن يُسمَّىَ أحدُهما فى الإسناد ثـقةً، ويُبـدِلَه الآخَرُ بثقةٍ آخَر، أو يقولَ أحدُهما: عن رجل، ويـقولَ الآخَرُ: عن فلان، فيُسمَّى ذلك المبهَمَ، فهذا لا يَضُرُّ فى الصحة.

فـأمَّـا إذا اختَلَف جماعةٌ فيه، وأَتَوْا به على أقوالٍ عِدَّة، فهذا يُوهِنُ الحديث، ويَدُلُّ على أنَّ راوِيَه لم يُتقِنه.

نعم لو حَدَّثَ به على ثلاثةِ أوجهٍ تَرجِعُ إلى وجهٍ واحد، فهذا لـيـس بـمُـعْتَـلٍّ، كـأن يـقـولَ مـالكٌ: عن الزُّهرى، عن ابن الـمسيَّـب، عـن أبى هريرة- ويقولَ عُقَيلٌ: عن الزُهرى، عن أبى سَلَمة- و يَرويَه ابنُ عينية، عن الزهرى، عن سَعِيدٍ وَ أبى سَلَمة معاً.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑲ ..... مضطرب ومعلل

تعریف:

جس روایت کو راوی ایک سے زائد مختلف طرق سے روایت کرے، وہ حدیث معلل ہوجاتی ہے۔

بحث وتجزیہ:

①..... اس میں اگر علت غیر مؤثرہ ہو اس طرح کہ روایت کسی ایک طریق پر ثابت ہو اور اپنے سے کم درجے کی مخالفت کرے، وہ معلول نہیں ہے۔ امام دارقطنی نے اپنی "کتاب العلل" میں کثیر ایسی احادیث درج کی ہیں جن کا حکم ثابت کا ہے۔

②..... اگر ثابت ہونے میں ارسال ہو مثلاً کمزور سند کا اتصال ہو تو وہ دو امور سے معلول ہوگی: اس کے ضعیف راوی کی وجہ سے اور اس لیے کہ اس کے ثابت ہونے میں ارسال ہے۔

③..... اکثر رواۃ متکلم فیہ ہوں جن کی تضعیف حفاظ نے بیان کی ہو جس کا سبب اثبات (ثقات) کی مخالفت ہوگا۔

④..... اگر راوی حدیث کو ثقہ اسناد کے ساتھ روایت کرے یا وقفہ کرے یا ارسال کرے اور اس کے ثقہ رفقاء اس کی مخالفت کریں تو بہتر وہ ہے جس پر ثقات مجتمع ہوں۔ کیونکہ ایک غلطی کرتا ہے۔ یہاں غلطی کے ظہور کو ترجیح حاصل ہے تعلیل کو نہیں۔ اور بہتری جماعت کے ساتھ ہے۔

اسناد کے مساوی ہونے کے سلسلے میں شیخین کی توجیہ:

⑤..... اگر اسناد عدد میں مساوی ہوں اور روایت کے حکم میں حفاظ حدیث کا اختلاف واقع ہو، یعنی کوئی بھی کسی ایک روایت کو ترجیح نہ دے۔ اس نوعیت کی طرف بخاری ومسلم نے اپنی کتب میں دو توجیہات اختیار کی ہیں۔ اول یہ ہے کہ لفظ میں اختلاف ہو جبکہ اس کے معنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو جمع کرنا ممکن ہو۔

دوم، دو حفاظ کا اختلاف ہو کہ ایک اسناد کو ثقہ قرار دے جب کہ دوسرا دیگر ثقہ راوی سے اسے بدل دے۔ یا ان میں سے ایک کہے "عن رجل" اور دوسرا کہے "عن فلان" اس وجہ سے اسے مبہم کہا جائے گا جو کہ روایت کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتی۔

⑥..... جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ کثیر جماعت راوی میں اختلاف کرے اور اس سلسلے میں متعدد اقوال ذکر کیے جائیں۔ اس وجہ سے حدیث کمزور ہو جاتی ہے۔ یہ بات دلالت کرتی ہے کہ راوی حدیث مضبوط نہیں۔

حدیث تین طرق سے روایت کی جائے اور اسے ایک طریق کی طرف راجع کیا جائے تو اس سے حدیث معلل نہیں ہوگی، جیسے مالک عن زہری عن ابن مسیّب عن ابی ہریرہ یا عُقیل عن زہری عن ابی سلمہ اور ابن عیینہ عن زہری عن سعید و ابی سلمہ معا روایت کی جائے۔

❖ المُدْرَج

هـى الـفـاظ تـقـعُ من بعض الرواة، متصلةً بالمَتْن، لا يَبِينُ للسامع إلا أنها من صُلْبِ الحديث، ويَدلُّ دليلٌ على أنها من لـفـظِ راوٍ، بأن يأتىَ الحديثُ من بعضِ الطرق بعبارةٍ تَفْصِلُ هذا من هذا.

وهـذا طـريـقٌ ظـنـىٌ، فـإنْ ضَعُفَ توقَّفْنا أو رجَّحْنا أنها من الـمتـن، ويَبْـعُـدُ الإدراجُ فى وسط المتن، كما لو قال: "من مَسَّ أُنْثَيَيْهِ و ذكَرَهُ فلْيتوضأ".

وقد صنَّف فيه الخطيب تصنيفاً، وكثيرٌ منه غيرُ مُسلَّم له إدراجُه.

⑳..... مدرج

مدرج وہ الفاظ ہیں جو بعض رواۃ متن سے متصل بیان کر دیتے ہیں جب کہ سامع کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے واضح نہیں ہوتا کہ یہ اصل حدیث کے الفاظ ہیں جب کہ دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ الفاظ راوی کے ہیں۔ حدیث کے بعض طرق اس بات کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

یہ طریق ظنی ہے کیونکہ کم ہی گنجائش ہے کہ ہم اس پر توقف کریں یا ترجیح دیں کہ یہ متن سے ہے۔ وسط متن میں ادراج بعید ہے، جیسا کہ راوی نے کہا "من مس انثییه و ذکره فلیتوضا." (جس نے اپنے خصیوں یا عضو کو چھوا ہو، وہ وضو کر لے۔) اس میں اُنثیَہِ کا ادراج ہے۔

اس ضمن میں خطیب بغدادی نے تصنیف لکھی ہے۔ اس میں بہت سارے ادراج غیر مسلم ہیں۔

❷١ ألفاظُ الأداء

(حدَّثَنا) و (سَمِعتُ) لِمَا سُمِعَ من لفظ الشيخ۔ واصطُلِح على أنَّ (حدَّثَنی) لِمَا سَمِعتَ منه وحدَك، و (حدَّثَنا) لِمَا سَمِعتَه معَ غيرك۔ وبعضُهم سَوَّغ (حدَّثَنا) فيما قرأة هو على الشيخ.

وأما (أخبَرَنا) فصادِقةٌ على ما سَمِع من لفظ الشيخ، أو قرأه هو، أو قرأه آخَرُ على الشيخِ و هو يَسمع۔ فلفظُ (الإِخبار) أعمُّ من (التحديث)۔ و(أخبرنی) للمنفرِد۔ وسَوَّى المحقَّقون كمالكٍ والبخاریٌ بين (حدَّثنا) و (أخبَرنا) و (سَمِعتُ)، والأمرُ فی ذلك واسع.

فأما (أنبأنا) و (أنا) فكذلك، لكنها غلَبتْ فی عُرف المتأخرين على الإِجازة۔ وقولُه تعالى: (قالَتْ من أنبأَك هذا؟ قال: نَبَّأنیَ العليمُ الخبير)۔ دَالٌّ على التَّسَاوِی۔ فالحديثُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والخَبرُ والنَّبأُ مُترادِفاتُ .

وأما المغاربة فيُطلقون: (أخبرنا)، على ما هو إجازةٌ، حتى إنَّ بعضهم يُطلِقُ فى الإِجازةَ: (حدَّثَنا)! وهذا تدليس- ومن الناس من عَدَّ (قال لنا) إِجازَةً و مُناوَلةً .

ومن التدليس أن يقولَ المحدِّثُ عن الشيخ الذى سَمِعَه، فى أماكنَ لم يَسمَعْها: قُرِىء على فلان: أخبَرك فلان- فربما فَعَل ذلك الدار قطنىٌّ يقولُ: قُرِىء على أبى القاسم البغوى: أخبرك فلان- وقال أبو نُعَيم: قُرِىء على عبدالله بن جعفر بن فارس- حدثنا هارون بن سليمان .

ومن ذلك (أخبرنا فلانٌ من كتابِه)، ورأيتُ ابنَ مُسَيَّب يفعله- وهذا لا ينبغى فإنه تدليس، والصوابُ قولُك: فى كتابه .

ومن التدليس أن يكون قد حَضَر طِفْلًا على شيخٍ وهو ابنُ سنتينِ أو ثلاث، فيقول: أنبأنا فلان، ولم يقل، وأنا حاضر . فهذا الحضورُ العَرِىُّ عن إذنِ المُسْمِع لا يُفيد اتصالاً، بل هو دون الإِجازة، فإن الإِجازةَ نوعُ اتصال عند أئمة .

وحضورُ ابنِ عامٍ أو عامَيْنِ إذا لم يَقترن بإجازةٍ كلا شىءَ، إلا أن يكون حضورُه على شيخ حافظٍ أو محدِّثٍ وهو يَفْهَمُ ما يُحدِّثُه، فيكونُ إقرارُه بكتابةِ اسمِ الطفل بمنزلةِ الإِذن منه له فى الرواية .

ومن صُوَر الأداء: حدَّثَنا حَجَّاجُ بن محمد، قال: قال ابن جُرَيج- فصيغةُ (قال) لا تَدلُّ على اتصال .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقد اغتُفِرَتْ في الصحابة، كقول الصحابي: قال رسول الله ﷺ.

فحُكمُها الاتصالُ إذا كان ممن تُوُقِّنَ سَمَاعُه من رسول الله ﷺ، فإن كان لم يكن له إلا مُجرَّدُ رُؤْية، فقولُه: قال رسول الله ﷺ محمولٌ على الإرسال، كمحمود بن الرَّبِيع، وأبي أُمَامة بن سَهْل، وأبي الطُّفَيل، و مروان.

وكذلك (قال) من التابعي المعروفِ بلقاء ذلك الصحابي، كقول عُروة: قالت عائشة۔ وكقولِ ابنِ سيرين: قال أبو هريرةَ، فحُكمُه الاتصال.

وأرفَعُ من لفظةِ (قال): لفظةُ (عن)۔ وأرفَعُ من (عن): (أخبرنا)، و (ذَكَرَ لنا)، و (أنبانا)۔ وأرفعُ من ذلك: (حدَّثَنا)، و (سَمِعتُ).

وأما في اصطلاح المتأخرين (أنبأنا)، و (عن)، و (كتَبَ إلينا) واحِدٌ.

﴿۲۱﴾.....الفاظ اداء

حدثنا و سمعت کہنا:

"حدثنا" اور "سَمِعتُ" اس وقت کہے جاتے ہیں جب شیخ سے سنا جائے۔ اصطلاحاً کہا جائے گا کہ "حدثنی" جو ایک راوی نے شیخ سے سنا ہوگا، اور "حدثنا" کہا جائے گا جب جماعت کے ساتھ سماع کیا ہوگا۔ بعض محدثین نے "حدثنا" کو اس پر روا رکھا ہے جب قراءت شیخ کے سامنے کی ہو۔

اخبرنا کہنا:

جہاں تک "اخبرنا" کا تعلق ہے یہ شیخ سے سماع اور اس کے سامنے قراءت پر صادق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آتا ہے، یا مجلس میں کوئی دوسرا شیخ کے سامنے پڑھے اور راوی سنے۔ لفظ "الاخبار" (خبر دینا) تحدیث (بیان کرنے) سے عام ہے۔ "أخبرنی" انفراد (ایک شخص کے سماع یا قراءت) کے لیے ہے۔ محققین جیسے امام مالک و بخاری نے "حدثنا"، "أخبرنا"، اور "سمعت" کو ایک ہی معنی میں استعمال کیا ہے۔ یہ موضوع خاصا وسیع ہے۔

انباء نا اور انا کا حکم:

"انباء نا" اور "أنا" کا حکم بھی وہی ہے۔ لیکن متاخرین کے ہاں یہ اجازت کے سلسلے میں معروف ہے۔ اللہ کریم کا فرمان: ﴿قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ﴾ ان کے مساوی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ حدیث، خبر، نباء مترادفات ہیں۔

بحث و تجزیہ:

مغاربہ (اہلِ مراکش والجزائر) "اخبرنا" کا اطلاق اجازت پر کرتے ہیں۔ یہاں تک بعض متاخرین نے "حدثنا" کا اطلاق اجازت پر کیا ہے۔ یہ تدلیس ہے۔ محدثین میں سے جنھوں نے "قال لنا" کو اجازہ اور مناولہ (سپرد کرنا) شمار کیا ہے۔

محدث کا یہ کہنا کہ اس نے شیخ سے سماع کیا ہے تدلیس میں سے ہیجب کہ مراتب (طبقات رواۃ) سے یہ ثابت ہو کہ اس نے سماع نہیں کیا، جیسا کہ "قُرِئَ علی فلان" یا "أخبرك فلان" کہے۔ کبھی کبھار امام دارقطنی بھی ایسے کرتے ہیں، وہ (دارقطنی) کہتے ہیں۔ "قُرِئَ علی ابی القاسم البغوی" یا اخبرک فلان۔ اور ابونعیم کہتے ہیں "قُرِئَ علی عبد الله بن جعفر بن فارس۔ حدثنا هارون بن سليمان"۔

اسی طرح کہا جاتا ہے کہ "اخبرنا فلان من كتابه"۔ اور میں (ذہبی) نے ابن مسیّب کو یہ کرتے ہوئے روایات میں دیکھا ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے، یہ تدلیس ہے۔ درست یہ کہنا ہے کہ "قولك فی كتابه۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت کی عمر، بحث و تجزیہ:

تدلیس میں سے یہ بھی ہے کہ دو یا تین سال کا بچہ شیخ کے پاس حاضر ہو اور وہ کہے: "انباء نا فلان" اور یہ نہ کہے "انا حاضر" یہ صرف حاضری ہے مسمع (شیخ) کی اجازت سے۔ یہ اتصال نہیں کہا جا سکتا۔ یہ اجازت سے ہٹ کر ہے جب کہ اجازت ائمہ کے نزدیک اتصال کی ہی نوع ہے۔

ایک سال یا دو سال کے بچے کی حاضری جب کہ اسے اجازت حاصل نہ ہو اسے کوئی فائدہ نہ دے گی، سوائے اس کے کہ وہ کسی شیخ، حافظ یا محدث کے پاس حاضر ہو اور وہ جو حدیث بیان کرے، وہ اس کا فہم رکھتا ہو، پھر اس کی کتابت روایت بمنزلہ اذن کی ہوگی۔

اداء کی صورتیں

ادا کرنے کے الفاظ؛ بحث ونظر:

"حدثنا حجاج بن محمد قال: قال ابن جریج"..... یہاں قال کا صیغہ اتصال پر دلالت نہیں کرتا۔ یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملے میں نہیں ہے، جیسا کہ صحابی کا کہنا "قال رسول اللہ ﷺ۔" اس کا حکم اتصال کا ہوگا جب اس کا سماع نبی اکرم ﷺ سے یقینی ہو۔ اگر نبی ﷺ سے صرف رؤیت ہے، پھر ان کا قول "قال رسول اللہ ﷺ" ارسال پر محمول کیا جائے گا، جیسا کہ محمود بن ربیع، ابوامامہ بن سہل، ابوالطفیل اور مروان۔

اسی طرح معروف تابعی کا کہنا "قال" صحابی سے ملاقات کی وجہ سے ہے، جیسا کہ عروہ کا قول "قالت عائشہ" اور ابن سیرین کا کہنا "قال ابو ھریرہ۔" پس ان سب کا حکم اتصال کا ہے۔

"قال" سے ارفع ہے "عن" اور لفظ "عن" سے ارفع ہے "اخبرنا" و "ذکرلنا" اور "انبأ نا"۔ ان سب سے اعلیٰ "حدثنا" اور "سمعت" ہے۔ متاخرین کی اصطلاح میں "انبأ نا" اور "عن" اور "کتب الینا" ایک ہی مفہوم میں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٢ المقلوب

هـو ما رواه الشيخُ بإسنادٍ لم يكن كذلك، فيَنقلِبُ عليه ويَنُطُّ من إسنادِ حديثٍ إلى مَتْنٍ آخَرَ بعدَه- أو: أن يَنقلِبَ عليه اسمُ راوٍ مثْلُ (مُرَّة بن كعب) (كعب بن مُرَّة)، و (سَعْد بن سِنان) (سِنَان بن سَعْد).

فمن فعَلَ ذلك خطأ فقريب، ومن تعمَّد ذلك وركَّبَ متناً على إسنادٍ ليس له، فهو سارقُ الحديث، وهو الذى يقال فى حَقِّه، فلانٌ يَسرِقُ الحديث- ومن ذلك أن يَسرِقَ حديثاً ما سَمِعَه، فيدَّعِيَ سماعَهُ من رجل.

وإن سَرَق فأَتَى بإسنادٍ ضعيفٍ لمتنٍ لم يَثبُت سنَدُه، فهو أخفُّ جُرماً ممن سَرَق حديثاً لم يصحَّ متنُه، وركَّب له إسناداً صحيحاً، فإن هذا نوع من الوضع والافتراء- فإن كان ذلك فى متون الحلال والحرام، فهو أعظمُ إثماً وقد تبوَّأَ بيتاً فى جهنم.

وأمَّا سَرِقَةُ السماع وادَّعاءُ مالك يَسمع من الكتب والأجزاء، فهذا كذبٌ مجرَّد، ليس من الكذب على الرسول ﷺ، بل من الكذب على الشيوخ، ولن يُفلِحَ من تعاناه، وقلَّ من سَتَر اللّٰه عليه منهم، فمنهم مَنْ يَفتَضِحُ فى حياتِه، ومنهم من يَفتَضِحُ بعدَ وفاتِه، فنسألُ اللّٰهَ السَّتر والعفو.

فصل:

لا تُشتَرَطُ العدالةُ حالةَ التحمُّل، بل حالةَ الأداء، فيَصِحُّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سـماعُهُ كافراً و فاجراً و صبّياً، فقد رَوى جُبَير بن مُطْعِم رضي الله عنه أنـه سَمِعَ النبيَّ ﷺ يـقـرأ فى المغرب (الطُّوْر)۔ فسَمِعَ ذلك حالَ شِركِه، ورَوَاه مؤمناً.

واصـطـلـح المحدِّثون على جعلِهم سَمَاعَ ابن خمس سنين: سَـمَـاعاً، وما دونها: حُضُوراً۔ واستأنَسُوا بأنَّ محمودًا (عَقَل مَـجَّةً)۔ ولا دليـلَ فيـــه۔ والـمـعتَبَـر فيـه إنما هو أهليةُ الفهم والتمييز.

١۔**مسألة:** يَسُـوغُ التـصـرُّفُ فى الإِسناد بالمعنى إلى صاحب الـكتابِ أو الجزء۔ وكرِهَ بعضُهم أن يزيدَ فى ألقابِ الرواة فى ذلك، وأن يـزيدَ تاريخَ سماعِهم، وبقراءةِ من سمِعُوا، لأنه قدر زائد على المعنى.

ولا يَسُـوغُ إذا وَصَلْتَ إلى الكتاب أو الجزء، أن تَتصرَّفَ فى تـغيير أسانيدِه ومُتُونِه، ولهذا قال شيخنا ابنُ وهب: ينبغى أن يُـنـظَـرَ فيـــه: هـل يَـجـبُ؟ أو هو مُستَحْسَن؟ وقَوَّى بعضُهم الـوجوبَ مع تجويزهم الروايةَ بالمعنى، وقالوا: مالَهُ أن يُغيَّر التصنيفَ۔ وهذا كلامٌ فيه ضعف.

أمَّـا إذا نقلنا من (الجزء) شيئًا إلى تصانِيفنا و تخارِيجنا، فإنه ليس فى ذلك تغييرٌ للتصنيف الأول.

قـلـتُ: ولا يَسُـوغُ تـغييـرُ ذلك إلا فى تقطيع حديثٍ، أو فى جَـمْـعِ۔ أحـاديثَ مفرَّقةٍ، إسنادُها واحد، فيقال فيه: وبِهِ إلى النبى ﷺ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢ـ**مسألة:** تَسمَّحَ بعضُهم أن يقول: سَمِعتُ فلاناً، فيما قَرَأة عليه، أو يَقرُؤه عليه الغيرُ ـ وهذا خلافُ الاصطلاح أو من بابِ الروايةِ بالمعنى، ومنه قولُ المؤرَّخين: سَمِعَ فلاناً و فلانًا.

٣ـ**مسألة:** إذا أَفرَد حديثاً من مثل نسخة هَمَّام، أو نسخة أبى مُسْهِر، فإنْ حافَظَ على العبارة جاز وِفَاقاً، كما يقول مسلم: "فذكَرَ أحاديثَ، منها: وَقال رسولُ اللّٰه ﷺ"ـ وإلا فالمحقَّقون على الترخيصِ فى التصريفِ السائِغ.

٤ـ**مسألة:** اختصارُ الحديث و تقطيعُه جائزٌ إذا لم يُخِلَّ معنًى ـ ومن الترخيص تقديمُ مَتْنٍ سَمِعَه على الإسناد، وبالعكس، كأن يقول: قال رسولُ اللّٰه ﷺ: النَّدَمُ تَوْبَة، أخبَرَنا به فلان عن فلان.

٥ـ**مسألة:** إذا ساق حديثاً بإسناد، ثم أَتبعَه بإسنادٍ آخَرَ وقال: مثلُه، فهذا يجوزُ للحافظ المميَّز للألفاظ، فإن اختَلَف اللفظُ قال: نحُوه، أو قال: بمعناه، أو بنحوٍ منه.

٦ـ**مسألة:** إذ قال: حدَّثَنا فلانٌ مذاكَرةً، دَلَّ على وَهْنٍ مَّا، إذ المذاكرةُ يُتَسمَّحُ فيها.

ومن التساهل: السَّماعُ من غير مقابلة، فإن كان كثيرَ الغَلَط لم يَجُز، وإن جَوَّزنا ذلك فيَصِحُّ فيما صَحَّ من الغلط، دون المغلوط، وإن نَدَر الغَلَطُ فمُحتَمَل، لكن لا يجوزُ له فيما بعدُ أن يُحدِّث من أصلِ شيخِه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۲.....مقلوب

تعریف:

مقلوب وہ روایت ہے جسے اپنے شیخ سے اسناد کے ساتھ روایت کیا ہو لیکن راوی اصل سند نہ رہنے دے بلکہ ایک روایت کی سند کو کسی دوسری روایت کے متن کے ساتھ لگا کر تبدیلی کردے یا رواۃ کے نام پلٹ دے، جیسا کہ "مرہ بن کعب" کی جگہ "کعب بن مرہ" اور "سعد بن سنان" کی جگہ "سنان بن سعد" کردے۔

سارق الحدیث

جو ایسا کرے یعنی حدیث چرا لے، وہ خطا پر ہے۔ جو ایک روایت کی سند کے ساتھ کسی دوسری سند کا متن جوڑ دے، حالانکہ وہ اس حدیث کی سند نہ ہو تو اسے سارق الحدیث کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ "فلان یسرق الحدیث" یہ ایسے ہی ہے کہ وہ ایک روایت چُرا لے، پھر وہ کسی شخص سے اپنے سماع کا مدعی ہو۔

بحث و تجزیہ:

اور اگر سارق متن کے لیے ضعیف اسناد لائے جس کی سند ثابت نہ ہو، اس کا جرم اس کے مقابلے میں خفیف ہے جس نے حدیث چرائی اور اس کا متن ہی درست نہیں، جب کہ اس نے اسے صحیح سند کے ساتھ ملا دیا۔ یہ وضع و افتراء کی قسم ہے۔ اگر یہ متن حلال و حرام سے متعلق ہو تو یہ بڑا گناہ اور جہنم میں اپنا گھر بنانے کے مترادف ہے۔

اگر اس کا ادعا ہو کہ اس نے کسی کتاب یا اجزاء سے سماع نہیں کیا تو وہ فقط کذاب ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ پر جھوٹ نہیں باندھتا بلکہ اپنے شیوخ پر باندھتا ہے۔ ایسا شخص ہرگز فلاح نہ پائے گا۔ ان میں قلیل ہیں جن کی اللہ عزوجل نے ستر پوشی کی۔ ان میں سے بعض کی رسوائی انھی کی زندگی میں ہوئی اور بعض رسواء بعد از وفات ہو گئے۔ ہم اللہ سے ستر پوشی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصل (تحمل حدیث):

حدیث کے تحمل (اخذ کرنے) میں عدالت کی شرط نہیں ہے بلکہ حدیث بیان کرنے کی حالت کے لیے ضروری ہے۔ یہ درست ہے کہ کوئی کافر، فاجر اور بچہ سماع کرے۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز مغرب میں ''الطّور'' کی قراءت کررہے تھے جبکہ انھوں نے حالت شرک میں سماع کیا اور مومن ہونے کے بعد روایت بیان کی۔

راوی کی عمر:

محدثین کی اصطلاح میں پانچ سال کے لڑکے کا سماع درست ہے جو اس سے کم عمر کے لیے محض حاضری ہے۔ انھوں نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم محمود بن ربیع الانصاری سے دلیل پکڑی ہے۔ یہ کوئی وزنی دلیل نہیں۔ معتبر یہ ہے کہ اس میں فہم وتمیز کی اہلیت ہو۔

اسناد بالمعنی میں تصرف

جو اسناد بالمعنی روایت کی گئی ہوں ان میں تصرف جائز ہے، صاحب کتاب یا جزء کی طرف سے، لیکن بعض نے اسے ناپسند کیا ہے کہ القاب رواۃ میں کوئی اضافہ کیا جائے، یا ان کی تاریخ سماع یا جس سے سنا اس کی قراءت میں اضافہ کیا جائے، کیونکہ یہ اس کے معنی میں اضافہ ہے۔

یہ جائز نہیں کہ ایک کتاب یا جزء ملے اور اس کے اسانید ومتون میں تصرف روا رکھا جائے۔ اسی لیے ہمارے شیخ ابن وہب نے کہا: ضروری ہے کہ اس میں دیکھا جائے آیا یہ واجب ہے یا مستحسن؟ بعض محدثین نے وجوب کا کہا ہے اور روایت بالمعنی کے جائز ہونے کی بات کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ کہتے ہیں کہ یہ تصنیف کو بدلنا نہیں ہے بلکہ یہ ضعیف کلام کو نکالنا ہے۔ جب ہم کسی جزء یا کتاب سے کوئی اقتباس اپنی تصنیف اور تخریج کے لیے نقل کرتے ہیں تو پہلے تصنیف کرنے والے کی کتاب میں تغیر واقع نہیں ہوتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں (ذہبی) کہتا ہوں کتاب یا جزء میں تبدیلی درست نہیں کیونکہ یہ تو حدیث میں کانٹ چھانٹ یا متفرق احادیث کو جمع کرنا ہے جن کی اسناد ایک ہوں، پھر بھی اس سلسلے میں کہا جاتا ہے "به الی النبی ﷺ" (اس کی نبی ﷺ تک سند ہے۔)

سمعت فلانا کہنا:

بعض محدثین نے اس میں تساہل سے کام لیا ہے کہ کہا جائے "سمعت فلانا"، "قراه علیه" یا "یقرؤه الغیر۔" یہ اصطلاح کے خلاف یا یہ روایت بالمعنی کے باب سے ہے۔ مؤرخین کا قول بھی ایسا ہی ہوتا ہے "سمع فلاناً و فلاناً"

روایت حدیث میں تفرد:

جب حدیث میں تفرد ہو جیسے نسخہ ہمام یا ابی مسہر۔ صاحب نسخہ اس کی عبارت کا حافظ ہے تو اس کی موافقت کرنا جائز ہے، جیسا کہ امام مسلم کہتے ہیں "فذکر احادیث، منها: و قال رسول الله ﷺ"

اگر ایسا نہ ہو تو محققین نے اس میں جائز تصریف کی رخصت دی ہے۔

اختصار و تقطیع حدیث:

اختصارِ حدیث اور اس میں تقطیع کرنا جائز ہے جب کہ اس کے معنی میں خلل واقع نہ ہو۔ سُنے ہوئے متن کی اسناد پر تقدیم اور اس کے برعکس جائز ہے۔ گویا کہ "قال رسول الله ﷺ الندم توبة، اخبرنا به فلان عن فلان۔"

سند کا بدلنا

جب ایک حدیث کی سند کو دوسری حدیث کے ساتھ ملایا جائے تو یہ اس حافظ کے لیے جائز ہے جو الفاظ کی پہچان رکھتا ہو۔ اگر لفظوں کا اختلاف ہے تو وہ کہے گا "نحوه" یا کہے گا "بمعناه" یا اس کی مثل کلام کرے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذاکرہ اور روایت حدیث:

جب محدث کہے "حدثنا فلان مذاکرۃً" تو یہ حدیث کے کمزور ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ مذاکرہ میں تساہل برتا جاتا ہے۔

اور تساہل میں بغیر تقابل کے سماع ہوتا ہے۔ اگر اس میں کثیر غلطیاں واقع ہوں تو جائز نہیں۔ اگر اس کو صحیح قرار دیا جائے تو صحیح بات کی تصحیح ہوگی، غلط کی نہیں۔ اگر اس میں غلطی ہے تو محتمل (احتمالی) کہلائے گی۔ لیکن راوی کے لیے جائز نہیں کہ وہ بعد میں بغیر اصل سے تقابل کیے بیان کردے۔

◆ ۲۳ آدابُ المحدَّث

تصحیحُ النیَّةِ من طالب العلم متعیَّن، فمن طَلَب الحدیثَ للمکائرة أو المفاخرة، أو لیَروِیَ، أو لِیتناوَلَ الوظائفَ، أو لیُثْنَی علیه وعلی معرفتِه، فقد خَسِر۔ وإنْ طَلَبه للّٰه، وللعمل به، وللقُربةِ بکثرة الصلاة علی نبیه ﷺ، ولنفعِ الناس، فقد فاز۔ وإن کانت النیَّةُ ممزوجةً بالأمرینِ فالحکمُ للغالب.

وإن کان طَلَبَه لفَرْطِ المحبةِ فیه، مع قطع النظر عن الأَجْرِ وعن بنی آدم، فهذا کثیراً مَّا: یَعتری طلبةَ العُلُوم، فلعلَّ النیَّةَ أن یَرزُقَها اللّٰهُ بعدُ، وأیضاً فمن طَلَب العلم للآخِرة کَسَاهُ العِلمُ خَشْیَةً للّٰه، واستکانَ وتواضَعَ، ومن طلبه للدنیا تکبَّرَ به و تکثَّرَ و تجبَّر، وازدَرَی بالمسلمین العامَّة، وکان عاقبةُ أمرِه إلی سِفَالٍ و حَقَارة.

فلیحتسِب المحدَّثُ بحدیثه، رجاءَ الدخولِ فی قول ﷺ، "نَضَّر اللّٰه امرءاً سَمِعَ مقالتی فوعاها، ثم أدَّاها إلی من لم یَسمعها".

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ولْيَبْذُلْ نفسَه للطلبةِ الأخيار، لاسيما إذا تَفرَّد، ولْيَمْتَنِعْ مع الهَرَمِ و تغيُّرِ الذهن، ولْيَعْهَدْ إلى أهله وإخوانه حالَ صحته: أنكم متى رأيتمونى تغيَّرتُ، فامنَعُونى من الرواية.

فمن تَغيَّرَ بسُوءِ حفظٍ وله أحاديثُ معدودة، قد أَتقَنَ روايتَها، فلا بأس بتحديثِه بها زمنَ تغيُّره.

ولا بأس بأن يُجيزَ مرويَّاتِه حالَ تغيُّره، فإنَّ أصولَه مضبوطةٌ ما تغيَّرتْ، وهو فَقَدْ وَعَى ما أجاز- فإن اختَلَط و خَرِفَ امتُنِعَ من أخْذِ الإجازةِ منه.

ومن الأدب أن يُحدَّثَ مع وجودِ من هو أولَى منه لِسِنَّه وإتقانِه- وأن لا يُحدَّثَ بشيء يَرويه غيرُه أعلى منه، وأن لا يَغُشَّ المبتدِثين، بل يَدُلَّهم على المُهِمّ، فالدِّينُ النصيحة.

فإنْ دَلَّهم على مُعَمَّرٍ عامِيّ، وعَلِمَ قُصورَهم فى إقامةِ مرويَّاتِ العامىٌ، نَصَحهم ودَلَّهم على عارفٍ يَسمعون بقراءتِه، أو حَضَر مع العامىٌ ورَوَى بنُزولٍ، جَمْعاً بين الفوائد.

ورُوى أنَّ مالكاً رحمه اللّٰه كان يَغتسِلُ للتحديث، ويَتبخَّرُ، ويتطيَّبُ، ويَلْبَسُ ثيابَه الحسنة، ويَلزمُ الوَقارَ والسَّكينة، ويزبر من يرفع صوته، ويرتل الحديث.

وقد تَسمَّح الناسُ فى هذه الأعصار بالإسراع المذموم، الذى يَخفَى معه بعضُ الألفاظ- والسماعُ هكذا لا مِيزةَ له على الإجازةِ، بل الإجازةُ صِدْقٌ، وقولُك، سَمِعتُ أو قرأتُ هذا الجزءَ كلَّه- مع التُمْتَمَةِ ودَمْجِ بعض الكلمات- كَذِبٌ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقد قال النَّسائيُّ فى عِدَّةِ أماكنَ من "صحيحه": وذَكَرَ كلمةُ معناها كذا وكذا.

وكان الحُفَّاظُ يَعقِدون مجالسَ للإملاء، وهذا قد عُدِمَ اليوم، والسماعُ بالإملاء يكون مُحقَّقًا ببيانِ الألفاظِ للمُسمِع والسامع.

ولْيجتنِبْ روايةَ المشكلات، مما لا تحملُه قلوبُ العامَّة، فإن رَوَى ذلك فليكن فى مجالسَ خاصة.

ويَحرُمُ عليه روايةُ الموضوع، وروايةُ المطروح، إلا أن يُبيِّنَه للناسِ ليَحذَرُوه.

الثقة:

تُشتَرَطُ العدالةُ فى الراوى كالشاهد، ويمتازُ الثقةُ بالضبطِ والإتقان، فإن انضاف إلى ذلك المعرفةُ والإكثارُ، فهو حافظ.

والحُفَّاظُ طبقات:

١. فى ذِرْوَتِها أبو هريرة رضي الله عنه.
٢. وفى التابعين كابنِ المسيَّب.
٣. وفى صِغارِهم كالزُّهرىَّ.
٤. وفى أتباعِهم كسفيان، وشعبة، و مالك.
٥. ثم ابنِ المبارك، ويحيى بنِ سعيد، ووكيع، وابنِ مهدى.
٦. ثم كأصحابِ هؤلاء، كابن المَدِينى، وابنِ مَعِين، وأحمد، وإسحاق، وخَلْق.
٧. ثم البخارىَّ، وأبى زُرْعَة، وأبى حاتم، وأبى داود، ومُسْلِم.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٨ ثم النَّسائىّ، و موسى بنِ هارون، و صالحِ جَزَرَة، وابنِ خُزَيمة.

٩ ثم ابنِ الشَّرْقى- وممن يُوصَفُ بالحفظ والإتقانِ جماعةً من الصحابة والتابعين.

١٠ ثم عُبَيْدِ اللّٰه بنِ عمر، وابنِ عَوْن، ومِسْعَر.

١١ ثم زائدة، والليثِ، و حمَّادِ بن زيد.

١٢ ثم يزيدُ بنُ هارون، وأبو أسامة، وابنُ وهب.

١٣ ثم أبو خيثمة، وأبو بكر بن أبى شيبة، وابن نُمَير، وأحمد بن صالح.

١٤ ثم عَبَّاسٌ الدُّوْرِى، وابنُ وارَهْ، والترمذىُّ، وأحمدُ بن أبى خَيْثَمة، وعبدُاللّٰه بن أحمد.

١٥ ثم ابنُ صاعِد، وابن زياد النيسابورى، وابنُ جَوْصَا، وابنُ الْأَخْرَم.

١٦ ثم أبو بكر الإسماعيلى، وابنُ عَدِىٍّ، وأبو أحمد الحاكم.

١٧ ثم ابنُ منده، و نحُوه.

١٨ ثم البَرْقَانىُّ، وأبو حازم العَبْدَوِى.

١٩ ثم البيهقىُّ، وابنُ عبدالبَرِّ.

٢٠ ثم الحُمَيدى، وابنُ طَاهِر.

٢١ ثم السَّلَفِىُّ، وابنُ السَّمْعانى.

٢٢ ثم عبدالقادر، والحازمى.

٢٣ ثم الحافظ الضياء، وابنُ سيد الناس خطيبُ تونس.

٢٤ ثم حفيدُه حافظ وقتِه أبو الفتح.

ومِمن يُعَدُّ من الحفاظِ فى الطبقةِ الثالثة: عَدَدٌ من الصحابةِ و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلقٌ من التابعين وتابعيهم، وهلُمَّ جراً إلى اليوم.

١ فمثلُ يحيى القطان، يقال فيه: إمامٌ، وحُجَّة، وثَبْت، وجِهْبِذ، وثِقَةٌ ثِقَة.

٢ ثم ثقةٌ حافظ.

٣ ثم ثقةٌ مُتقِن.

٤ ثم ثقةٌ عارف، و حافظٌ صدوق، ونحُو ذلك.

فهؤلاء الحُفَّاظُ الثقات، إذا انفرد الرجلُ منهم من التابعين، فحديثُه صحيح- وإن كان من الأتباعِ قيل: صحيح غريب.

وإن كان من أصحابِ الأتباع قيل: غريبٌ فَرْد.

ويَنْذُرُ تفرُّدهم، فتجدُ الإِمامَ منهم عندَه مِئتا ألفِ حديث، لا يكادُ ينفرد بحديثينِ ثلاثة.

ومن كان بعدَهم فأين ما يَنفرِدُ به، ما علمتُه، وقد يُوجَد.

ثم نَتْقَلِ إلى اليَقِظِ الثقةِ المتوسِطِ المعرفةِ والطلب، فهو الذى يُطلَقُ عليه أنه ثقة، وهم جُمهورُ رجالِ "الصحيحين" فتابِعِيُّهم، إذا انفَرَد بالمَتْن خُرِّج حديثُه ذلك فى (الصحاح).

وقد يَتوقَّفُ كثيرٌ من النُّقَّاد فى إطلاق (الغرابة) مع (الصحة)، فى حديثِ أتباعِ الثقات- وقد يُوجَدُ بعضُ ذلك فى (الصحاح) دون بعض.

وقد يُسمَّى جماعةٌ من الحفاظ الحديثَ الذى ينفرد به مثلُ هُشَيْم، وحفصِ بنِ غِياثٍ: منكراً.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فإن كان المنفرد من طبقة مشيخة الأئمة، أطلقوا النكارةَ على ما انفرد به مثلُ عثمان بن أبى شيبة، وأبى سَلَمة التَّبُوْذَكِىِّ، وقالوا: هذا منكر.

فإن رَوَى أحاديثَ من الأفراد المنكرة، غَمَزُوه وليَّنوا حديثَه، وتوقفوا فى توثيقه، فإن رَجَع عنها وامتَنَع من روايتها، وجَوَّز على نفسِه الوَهَمَ، فهو خيرٌ له وأرجَحُ لعدالته، وليس من حَدَّ الثقةِ: أنَّهُ لا يَغلَطُ ولا يُخطِىء، فمن الذى يَسلمُ من ذلك غيرُ المعصومِ الذى لا يُقَرُّ على خطأ؟

فصل

الثقة: من وثَّقَه كثيرٌ ولم يُضعَّف۔ ودُونَه: من لم يُوثَّق ولا ضُعِّف.

فإن خُرِّج حديثُ هذا فى "الصحيحين" فهو مُوَثَّق بذلك، وإن صَحَّح له مثلُ الترمذىِّ وابنِ خزيمة فجيِّدٌ أيضاً، وإن صَحَّحَ له كالدار قطنىِّ والحاكم، فأقلُّ أحوالِه: حُسْنُ حديثه.

وقد اشتَهَر عند طوائف من المتأخرين، إطلاقُ اسم (الثقة) على من لم يُجْرَح، مع ارتفاع الجهالةِ عنه۔ وهذا يُسمَّى: مستوراً، ويُسمَّى: محلُّه الصدق، ويقال فيه: شيخ.

وقولهم: (مجهول)، لا يلزمُ منه جهالةُ عينه، فإن جُهِلَ عينُه وحالُه، فأَولَى أن لا يَحتجُّوا به.

وإن كان المنفرِدُ عنه من كبارِ الأثبات، فأقوى لحاله، ويَحتَجُّ بمثِله جماعةٌ كالنِّسائى وابنِ حِبَّان.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ويَـنْبُـوعُ معرفةِ (الثقات): تاريخُ البخاريَّ، وابنِ أبى حاتم، وابنِ حِبَّان، وكتابُ "تهذيب الكمال".

فصل:

من أَخرَج له الشيخان أو أحدُهما على قسمين:

أحـدُهـمـا: مـا احتَجَّا به فى الأصول- وثانيهما: من خرَّجا له متابعةً و شَهادَةً و اعتباراً.

فـمـن احتجَّا به أو أحدُهما، ولم يُوثَّق، ولا غُمِزَ، فهو ثقة، حديثُهُ قوى.

ومن احتَجَّا به أو أحدُهما، وتُكلِّم فيه:

فتارةً يـكـون الكلامُ فيه تعنُّتاً، والجمهورُ على توثيقِه، فهذا حديثُهُ قويٌّ أيضاً.

وتـارةً يكون الكلامُ فى تليينِهِ و حِفظِهِ له اعتبار- فهذا حديثُه لا يَـنـحـطُّ عـن مـرتبة الـحسَـن، الـتّ قد نُسمِّيها: من أدنى درجات (الصحيح).

فـما فى "الكتابين" بحمد الله رجلٌ احتَجَّ به البخاريُّ أو مسلمٌ فى الأصولِ، ورواياتُهُ ضعيفة، بل حَسَنةٌ أو صحيحة.

ومـن خَـرَّجَ لـه البخاريُّ أو مسلمٌ فى الشواهد والمتابَعات، فـفيهم من فى حِفظِه شىء، وفى توثيقِه تردُّد- فكلُّ من خُرِّجَ لـه فـى "الـصـحيحين"، فقد قَفَزَ القَنْطَرة، فلا مَعْدِلَ عنه إلا ببرهانٍ بَيْن.

نـعـم، الـصحيحُ مراتب، والثقاتُ طَبَقات، فليس مَنْ وُثِّق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مـطـلـقـاً كـمـن تُـكلِّمَ فيه، وليس من تُكلِّم فى سُوءِ حفظِه واجتهـادِه فى الطَّلَب، كمن ضعَّفوه، ولا من ضعَّفوه ورَوَاْه له كمن تركوه، ولا من تركوه كمن اتَّهموه وكذَّبوه.

فـالتـرجيحُ يَدخُلُ عند تعارُضِ الروايات۔ وحَصْرُ الثقاتِ فى مصنَّفٍ كالمتعذِّر۔ وضَبْطُ عَدَدِ المجهولين مستحيل.

فـأمَّـا مـن ضُـعِّفَ أو قيـل فيه أذنى شىء، فهذا قد ألَّفتُ فيه مختصراً سمَّيتُه "المغنى"، وبَسَطتُ فيه مؤلَّفاً سَمَّيتُه "الميزان".

فصل:

ومـن الثـقـات الذين لم يُخْرَجْ لهم فى "الصحيحين" خَلْقٌ، مـنهـم: مـن صَحَّح لهم الترمذىُّ وابنُ خزيمة، ثم: من رَوَى لهـم الـنسـائـى وابنُ حِبَّان وغيرُهما، ثم: لم يُضَعَّفْهم أحد، واحتَجَّ هؤلاء المصنَّفون بروايتهم.

وقـد قيل فى بعضهم: فلانٌ ثقة، فلان صدوق، فلان لا بأس بـه، فـلان ليـس به بأس، فلان محلُّه الصدق، فلان شيخ، فـلان مستـور، فلان رَوَى عنه شعبة، أو: مالك، أو: يحيى، وأمثـالُ ذلك: فُـلانٌ حسَنُ الحديث، فلانٌ صالحُ الحديث، فلانٌ صدوقٌ إن شاء اللّٰه.

فهذه العباراتُ كلُّها جيِّدة، ليسَتْ مُضعَّفةٌ لحالِ الشيخ، نعم ولا مُـرَقِّيةً لـحديثِه إلى درجة الصَّحَّةِ الكاملةِ المتفَقِ عليها، لكنْ كثيرٌ ممن ذكرنا مُتَجَاذَبٌ بين الاحتجاجِ به و عَدَمِه.

وقـد قيـل فـى جَـمَـاعـاتٍ: ليـس بالقوىِّ، واحتُجَّ به۔ وهذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النَّسائيُّ قد قال في عِدَّةٍ: ليس بالقويِّ، ويُخرِجُ لهم في "كتابه"، فإنَّ قولَنا: (ليس بالقوى) ليس بجَرْحٍ مُفْسِد.

والكلامُ في الرُّواة يَحتاجُ إلى وَرَع تامٍّ، وبَراءةٍ من الهوى والمَيْل، وخِبرةٍ كاملةٍ بالحديثِ، و عِلَلِه، ورجالِه.

ثم نحن نفتَقِرُ إلى تحرير عباراتِ التعديلِ والجرح وما بين ذلك، من العباراتِ المُتَجاذَبَة.

ثم أهَمُّ من ذلك أن نَعلمَ بالاستقراءِ التامِّ: عُرْفَ ذلك الإمامِ الجِهْبِذ، واصطلاحَه، ومقاصِدَه، بعباراتِه الكثيرة.

أما قولُ البخاري: (سكتوا عنه)، فظاهِرُها أنهم ما تعرَّضوا له بجَرْح ولا تعديل، و عَلِمنا مقصدَه بها بالاستقراء، أنها بمعنى تركوه.

وكذا عادَتُه إذا قال: (فيه نظر)، بمعنى أنه متَّهم، أو ليس بثقة- فهو عنده أُسْوَأُ حالاً من (الضعيف).

وبالاستقراءِ إذا قال أبو حاتم: (ليس بالقوى)، يُريد بها: أنَّ هذا الشيخ لم يَبلُغ درَجَةَ القويِّ الثَّبْت- والبخاريُّ قد يُطلِقُ على الشيخ: (ليس بالقوى)، ويريد أنه ضعيف.

ومن ثَمَّ قيل: تجبُ حكايةُ الجرح والتعديل، فمنهم من نَفَسُهُ حادٌّ في الجَرْح، ومنهم من هو معتدِل، ومنهم من هو متساهل.

فالحادُ فيهم: يحيى بنُ سعيد، وابنُ معين، وأبو حاتم، وابنُ خِراش، وغيرُهم.

والمعتدلُ فيهم: أحمد بن حنبل، والبخاري، وأبو زُرْعَة.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والـمتسـاهـلُ كالترمذيَّ، والحاكم، والدار قطنيَّ فى بعض الأوقات.

وقـد يـكـون نَـفَـسُ الإِمـام- فيما وافَقَ مذهبَه، أو فى حالِ شيـخِه- ألطفَ منه فيما كان بخلاف ذلك- والعِصمةُ للأنبياءِ والصدَّيقين و حُكَّام القِسْط.

ولـكـنَّ هـذا الـدين مؤيَّد محفوظ من اللّٰهِ تعالى، لم يَجتمع عـلـمـاؤه على ضلالة، لا عَمْداً ولا خطأ، فلا يَجتمِعُ اثنان عـلـى تـوثيـقِ ضـعيف، ولا عـلـى تضعيفِ ثقة، وإنما يقعُ اختلافُهم فى مراتبِ القُوَّةِ أو مراتبِ الضعف- والحَاكمُ منهم يَتـكـلَّـمُ بـحسـبِ اجتهادِهِ وقُوَّةِ معارِفِه، فإن قُدِّرَ خطؤه فى نقده، فله أجر واحد، واللّٰه الموفق.

وهـذا فيـمـا إذا تـكـلَّموا فى نقدِ شيخٍ وَرَدَ شيءٌ فى حِفظِه و غَـلَـطِـه، فـإن كـان كـلامُهم فيه من جهةِ معتَقَدِه، فهو على مراتب:

فمنهم: من بِدْعَتُه غليظة.

ومنهم: من بِدْعتُه دون ذلك.

ومنهم: الداعى إلى بدعتِه.

ومنهم: الكافُّ، وما بينَ ذلك.

فمتى جَمَع الغِلَظَ والدعوةَ تُجُنِّبَ الأخذُ عنه.

ومتى جَمَع الخِفَّةَ والكفَّ أَخذوا عنه وقَبِلُوه.

فالغِلَظُ كغُلاةِ الخوارج، والجهميةِ، والرافضةِ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والخِفَّةُ كالتشيُّع والإرجاء.

وأمَّا من استَحلَّ الكذبَ نَصْراً لِرَأيِه كالخطَّابيَّة فبالأولى رَدُّ حديثِهِ.

قال شيخنا ابنُ وَهْب: العقائدُ أَو جبَتْ تكفيرَ البعضِ للبعض، أو التبديعَ، وأَوجبَتِ العَصَبِيَّةَ، ونشأ من ذلك العطعنُ بالتكفيرِ والتبديع، وهو كثير فى الطبقة المتوسِّطةِ من المتقدمين.

والذى تَقرَّرَ عندنا: أنه لا تُعتَبرُ المذاهبُ فى الرواية، ولا نُكفِّرُ أهلَ القِبلة، إلا بإنكارِ مُتواترٍ من الشريعة، فإذا اعتَبَرْنَا ذلك، وانضمَّ إليه الورَعُ والضبطُ والتقوى فقد حَصَل مُعْتَمَدُ الرواية- وهذا مذهبُ الشافعى رضى اللّٰه عنه، حيث يقول: أَقبَلُ شهادةَ أهلِ الأهواءِ إلا الخَطَّابيَّةَ من الرَّوَافِض.

قال شيخنا: وهل تُقبَلُ روايةُ المبتدِع فيما يؤيِّدُ به مذهبَه؟ فمن رأى رَدَّ الشهادةِ بالتُّهْمَة، لم يَقبَل- ومن كان داعيةً مُتَجاهِراً ببدعتِه، فليُترَك إهانةً له، وإخماداً لمذهبِه، اللهم إلا أن يكون عنده أَثَرٌ تفرَّدَ به، فنُقدِّمُ سَمَاعَهُ منه.

ينبغى أن تُتَفَقَّدَ حالُ الجارح مع من تكلَّم فيه، باعتبار الأهواء، فإن لاح لك انحرافُ الجارح، ووجدتَ توثيقَ المجروح من جهةٍ أخرى، فلا تَجفِلْ بالمنحرِف و بغَمْزِه المبهَم، وإن لم تجد توثيقَ المغموز فتأَنَّ و ترفَّقْ.

قال شيخُنا ابنُ وَهْب رحمه اللّٰه: ومن ذلك: الاختلافُ الواقعُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بين المتصوَّفة وأهلِ العلمِ الظاهرِ، فقد وَقَع بينهم تنافُرٌ أوجَبَ كلامَ بعضِهم فى بعض.

وهذه غَمْرَةٌ لا يَخلُصُ منها إلا العالمُ الوَافى بشواهد الشريعة۔ ولا أَحْصُرُ ذلك فى العلمِ بالفروع، فإنْ كثيراً من أحوال المُحِقَّينَ من الصوفية، لا يَفِى بتميزِ حَقَّه من باطِلِه عِلمُ الفروع، بل لا بُدَّ من معرفةِ القواعدِ الأصولية، والتمييزِ بين الواجبِ والجائز، والمستحيلِ عقلاً والمستحيلِ عادَةً.

وهو مقامٌ خَطِر، إذ القادِحُ فى مُحِقَّ الصُّوفية، داخلٌ فى حديث "من عادَى لى وَلِيًّا فقد بارَزَنى بالمُحارَبة"۔ والتارِكُ لِإنكارِ الباطلِ مما سَمِعَه من بعضِهم تاركُ للأمر بالمعروف والنهى عن المنكر.

ومن ذلك: الكلامُ بسبب الجهل بمراتب العلوم، فيُحتاجُ إليه فى المتأخرين أكثَرُ، فقد انتَشَرَتْ علومٌ للأوائل، وفيها حَقٌّ كالحسابِ والهندسةِ وَالطِّبِّ، وباطلٌ كالقولِ فى الطبيعيَّاتِ وكثيرٍ من الإلهيَّاتِ وأحكامِ النجوم.

فيَحتاجُ القادحُ أن يكون مُميَّزاً بين الحقَّ والباطل، فلا يُكفِّرَ من ليس بكافر، أو يَقبلَ روايةَ الكافر.

ومنه: الخَلَلُ الواقعُ بسببِ عَدَمِ الوَرَعِ والْأَخْذِ بالتوهُّم والقرائنِ التى قد تَتخلَّفُ، قال صلى اللّٰه عليه وسلم: "الظَّنُّ أكذَبُ الحديث"۔ فلا بد من العلم والتقوى فى الجَرْح،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلصُعوبةِ اجتماع هذه الشرائط فی المزکّین، عَظُمَ خَطَرُ الجَرْح والتعدیل.

﴿۲۳﴾.....آداب محدث

تحصیل حدیث میں تصحیح نیت:

اس سلسلے میں طالب علم کی نیت کی تصحیح ضروری ہے۔ جو حدیث کا علم مکاثرہ (دوسروں سے آگے بڑھنے) یا مفاخرہ کے لیے حاصل کرتا ہے یا کہ وہ وظائف پائے یا اس کا نام ہونے پر اس کی تعریف کی جائے تو ان سب میں خسارہ ہے۔

اگر وہ اللہ کے لیے اور اس پر عمل کرنے، نبی کریم ﷺ پر بکثرت درود وسلام کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل کرنے اور لوگوں کے نفع کے لیے علم حاصل کرتا ہے تو وہ کامیاب ہے۔ اگر اس کی نیت مخلوط ہے تو غالب کا حکم دیا جائے گا۔

اگر طالبعلم حدیث سے انتہائی محبت کی وجہ سے علم حاصل کرتا ہے، قطع نظر اس کے کہ اسے بنی آدم سے کچھ حاصل ہوگا، تو اس ضمن میں اکثر طلبہ عاری ہیں۔ شاید ان کی نیت ہو کہ اللہ انھیں اس کے بعد رزق دے۔ جو طالبعلم آخرت کے لیے علم کی پوشاک اوڑھتا ہے، وہ خشیت الٰہی اور تواضع اختیار کرتا ہے۔ جو طلب دنیا کے لیے علم حاصل کرنا چاہتا ہے اس میں تکبر و جبر کثرت کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ عام مسلمانوں کو ایذا دیتا ہے۔ اس کی عاقبت بدترین اور حقارت آمیز ہوگی۔

پس محدث کو چاہیے کہ وہ اپنی نیت کا احتساب کرے۔ اس کی امید نبی کریم ﷺ کے اس قول کے تحت داخل ہونا ہے ((نضر الله امراء ا سمع مقالتی فوعاها، ثم اداها الی من لم یسمعها)) ''یعنی اللہ کریم اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے مجھ سے کوئی بات سنی، اسے محفوظ رکھا، پھر جس نے وہ بات نہیں سنی اسے بتائی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تغیر ذہن اور سوء حفظ:

محدث کو چاہیے کہ وہ طلب خیر پر نفس کو آمادہ کرے خاص طور پر جب وہ اکیلا ہو۔ بڑھاپا اور تغیر ذہن ہو تو اس راہ سے باز رہے۔ اپنے بھائیوں اور اہل خانہ سے عہد لے کہ جب تم مجھے بدلتا دیکھو تو مجھے روایت سے منع کرنا۔

اگر وہ سوء حفظ کا شکار ہوتا ہے اور اس کی روایات گنتی کی ہیں۔ وہ اُن کی روایت میں قوی ہے تو اس تبدیلی وقت سے انھیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

یہ بھی جائز ہے کہ حالت تغیر میں وہ اپنی مرویات کی اجازت دے جبکہ اس کی بنیاد تغیر کے باوجود مسلم و مضبوط ہو اور اس کے پاس جمع شدہ روایات حفظ ہوں تو ان کی اجازت دے سکتا ہے۔ اگر وہ اختلاط کا شکار اور فاسد العقل ہو گیا ہے تو اس سے اجازت کے ساتھ روایت لینا بھی جائز نہ ہوگا۔

بڑے کی موجودگی میں روایت حدیث:

ادب میں سے ہے کہ جب بڑا اور صاحب اتقان شخص موجود ہو تو وہ اس کے ہوتے حدیث بیان نہ کرے، خواہ یہ صاحب اتقان شخص کے مقابل کسی اعلیٰ روایت کا حامل ہو۔ مبتدئین کے ساتھ گھل مل نہ جائے بلکہ یہ ان سب کے لیے راہ نما ہو۔ پس دین تو خیر خواہی ہے۔

اگر وہ انھیں عامی بزرگ رواۃ کی طرف راغب کرے جب کہ وہ جانتا ہو کہ وہ عامی روایات کا پاس نہیں رکھتے تو انھیں عارف محدث کی طرف جانے کی نصیحت کرے جس کی وہ قراءت سنیں۔ یا وہ عامی کے پاس حاضر ہو ان کے ساتھ اور ان سے روایت کرے۔ اس میں بہت سارے فوائد جمع ہوتے ہیں۔

روایت کیا گیا ہے امام مالک رحمہ اللہ حدیث بیان کرنے لیے غسل کا اہتمام کرتے۔ دھونی سے خوشبودار ہوتے، خوشبو لگاتے، خوبصورت کپڑے زیب تن کرتے، وقار و سکون کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لازم رکھتے اور جس کی آواز اونچی ہوتی اسے تنبیہ کرتے اور ترتیل کے ساتھ حدیث پڑھتے۔

بعد کے زمانے میں لوگوں نے مذموم حرکت کی کہ وہ تساہل سے کام لیتے ہوئے بعض الفاظ کا اخفاء کرتے ہیں۔ سامع اس بات میں تمیز نہیں کرتا اسے اجازت دی گی ہے یا نہیں۔ جب کہ اجازت تو صدق ہے۔ تمھارا قول کہ ((سمعت و قرأت هذا الجزء كله مع التمتمة و دمج بعض الكلمات كذب)) ''میں نے اس سارے جزء کا سماع کیا اور پڑھا ہے'' محض منمناہٹ اور الفاظ خلط ملط کرنے کے ساتھ ایک جھوٹ ہے۔ [1]

امام نسائی نے کئی ایک مواقع پر اپنی صحیح میں یہ کلمہ درج کیا ہے "ذكر كلمة معناها كذا و كذا"

مجلس حدیث میں املا:

پہلے حفاظ اپنی مجالس میں املاء کو مضبوط کرتے تھے اور آج یہ معدوم ہے۔ سماع میں املاء مسمع وسامع کے لیے الفاظ کو محقق بناتی ہے۔

مشکل الفاظ کی روایت سے اجتناب کرنا چاہیے جنھیں عام لوگ سمجھ نہ سکیں اگر انھیں روایت ہی کرنا ہے تو خاص مجالس میں بیان کریں۔ موضوع ومطروح کی روایت حرام ہے الا یہ کہ لوگوں کے لیے اس کی وضاحت اور اس سے باز رہنے کا کہا جائے۔

ثقہ

راوی کے لیے عدالت کی شرط لگائی گئی ہے، جیسا کہ شاہد (گواہی دینے والا) کے سلسلے میں ہے۔ ثقہ راوی ضبط واتقان کی وجہ سے ممتاز ہوتا ہے۔ اگر ثقہ حدیث کی معرفت رکھتا اور اس کی کثرت کا احاطہ کرتا ہو تو وہ حافظ کہلاتا ہے۔

---

[1] اس سے مراد ہے پڑھتے اور سنتے وقت بعض کلمات کی ادائیگی مکمل وفصیح تھی لیکن کچھ الفاظ جلدی جلدی پڑھے یا سنے جو واضح نہ ہو سکے۔ (مترجم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طبقات الحفاظ:

علی الترتیب حفاظ کے طبقات بیان کیے گے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1. طبقات حفاظ میں سب سے اونچا مرتبہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔
2. تابعین میں ابن مسیّب
3. صغار تابعین میں زہری
4. اتباع تابعین میں سفیان، شعبہ اور مالک
5. پھر ابن المبارک، یحیٰی بن سعید، وکیع اور ابن مہدی
6. انھی کے اصحاب جیسے ابن مدینی، ابن معین، احمد، اسحاق وغیرھم
7. پھر بخاری، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابوداؤد اور مسلم
8. پھر نسائی، موسی بن ھارون، صالح بن جزرہ اور ابن خزیمہ ہیں۔
9. ابن شرقی اور وہ سب جن کا صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کی جماعت میں سے حفظ و اتقان کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔
10. پھر عبید اللہ بن عمر، ابن عون اور مسعر
11. پھر زائدہ، لیث اور حماد بن زید
12. پھر یزید بن ہارون، ابوسلمہ اور ابن وہب
13. پھر ابوخیثمہ، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابن نمیر اور احمد بن صالح
14. پھر عباس دُوری، ابن وارہ، ترمذی، احمد بن ابی خیثمہ، عبداللہ بن احمد،
15. پھر ابن صاعد، ابن زیاد نیشاپوری، ابن جوصا اور ابن الاخرم
16. پھر ابوبکر اسماعیلی، ابن عدی اور ابواحمد الحاکم
17. پھر ابن مندہ اور ان کی مثل
18. پھر برقانی اور ابوحازم عبدوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

19. پھر بیہقی اور ابن عبدالبر
20. پھر حُمیدی اور ابن طاہر
21. پھر سلفی اور ابن سمعانی
22. پھر عبدالقادر اور حازمی
23. پھر حافظ ضیاء اور ابن سید الناس خطیب تونس
24. پھر حافظِ وقت ابوالفتح کے پوتے

جو حفاظ طبقہ ثالثہ میں شمار کیے جاتے ہیں، ان میں چند صحابہ رضی اللہ عنہم، بہت سے تابعین اور تبع تابعین شمار کر کے اپنے زمانے تک لائے گئے ہیں۔

1. اس کی مثال یحییٰ قطان کی ہے۔ ان کے بارے میں کہا گیا ہے: امام، حجت، ثبت، جہبذ (ماہر)، ثقہ ثقہ
2. پھر ثقہ حافظ
3. پھر ثقہ متقن کا درجہ
4. پھر ثقہ عارف اور حافظ صدوق اور اس کی مثل شمار کیے جاتے ہیں۔

طبقات حفاظ کی روایت کا حکم:

یہ ثقات حفاظ کا بیان ہے۔ ان کی روایت کا حکم درج ذیل نکات کی صورت میں ہے:

1. تابعین میں روایت کرنے میں انفراد ہو تو اس کی حدیث صحیح ہوگی۔
2. اتباع تابعین میں سے ہے تو اس کا حکم "صحیح غریب" کا ہوگا۔
3. اصحاب اتباع تابعین کی روایت میں انفراد ہو تو اس کا حکم "غریب فرد" کا ہوگا۔

ان میں تفرد کی بنا پر جو نادر ہے اگر اس کی احادیث دو لاکھ ہیں تو وہ دو یا تین احادیث کے ساتھ منفرد نہ ہوگا۔ ان کے بعد کے تفرد کو میں نہیں جانتا اور نہ ہی وہ پایا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثقہ متوسطہ:

اب ہم معرفت وطلب کے ثقہ متوسط کی طرف آتے ہیں۔اسے بھی ثقہ کہا جائے گا۔ یہ زیادہ تر ''صحیحین'' کے رواۃ تابعین ہی ہیں۔ جب کسی کی روایت کے متن میں انفراد ہوگا تو اس کی صحاح میں تخریج کی جائے گی۔

زیادہ تر نقاد نے اتباع ثقات کی ''غرابہ'' مع ''صحت'' کے حکم میں توقف کیا ہے حدیثوں میں، ان میں بعض صحاح میں بھی موجود ہیں۔

منفرد کی حدیث

تعریف:

حفاظ کی ایک جماعت نے منفرد راوی کی روایت کو منکر کہا ہے، جیسا کہ ہُشیم اور حفص بن غیاث۔

بحث ونظر:

اگر منفرد طبقہ ائمہ کے مشائخ میں ہو تو اس کے انفراد پر نکارت کا حکم لگایا ہے، جیسے عثمان بن ابی شیبہ اور ابی سلمہ تبوذکی کے متعلق محدثین نے کہا یہ منکر ہے۔

اگر منکر رواۃ سے احادیث روایت کی جائیں گی تو ان کا حکم نرم ہوگا۔ ان کی توثیق میں توقف کیا جائے۔ اگر وہ اس سے رجوع کرتا ہے تو اس کی روایت چھوڑ دی جائے گی۔ اس پر وہم کو جائز سمجھا جائے گا۔ یہ اس کے لیے بہتر اور اس کی عدالت کے لیے راجع ہے۔ ثقہ کی حد نہیں ہے کہ وہ غلطی کرے نہ خطا۔ معصوم کے سوا کون ہے جو خطاء سے سلامت ہو۔

فصل (الثقہ)

تعریف:

ثقہ وہ ہے جس کی توثیق کثیر محدثین سے مروی ہو، کسی نے اسے ضعیف نہ کہا ہو۔ اس کے سوا وہ ہے جس کی نہ توثیق کی گی اور نہ ہی تضعیف۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بحث وحکم:

اس کی احادیث ''صحیحین'' میں موجود ہیں تو وہ موثق ہے۔ اگر اس کی تصحیح ترمذی اور ابن خزیمہ نے کی ہے تو وہ جید بھی ہے۔ اور اگر اس کی تصحیح دارقطنی اور حاکم جیسے محدثین نے کی ہو اس کے ساتھ اس کے احوال کم ہوں تو اس کی روایت حسن درجے میں ہوگی۔

متاخرین محدثین کے ہاں ثقہ وہ ہے جس پر جرح نہ کی گئی ہو۔ اس کی جہالت مرتفع ہو اسے ''مستور'' اور محل صدق سے موسوم کیا جائے گا اور اسے شیخ کہا جائے گا۔

محدثین کا قول ''مجہول'' اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ اس میں جہالت عین ہے۔ اگر اس میں جہالت عین ہے تو اس پر احتجاج نہ کرنا اولیٰ ہے۔ اگر وہ کبار اثبات میں منفرد راوی ہے، اس کے احوال قوی ہیں۔ اس کی مثل رواۃ سے حجت پکڑی جائے گی، جیسے نسائی اور ابن حبان نے پکڑی ہے۔

معرفت ثقات کے ذرائع تاریخ البخاری، ابن حاتم، ابن حبان اور تہذیب الکمال جیسی کتب ہیں۔

شیخین کی تخریج:

①.....جس کی تخریج شیخین نے کی یا ان میں سے ایک نے تو یہ دو قسم کی ہے: اول شیخین نے اصول میں اس سے احتجاج کیا ہو۔ دوم اس کی احادیث کو بطور متابع، شہادت اور اعتبار کے درج کیا ہو۔

②.....جس سے دونوں نے احتجاج کیا ہو یا ایک نے لیکن ان کی توثیق نہ کی ہو، وہ ثقہ ہے اس کی حدیث قوی ہے۔

③.....جس راوی سے دونوں نے دلیل پکڑی یا ایک نے اس میں کلام بھی کیا۔ کبھی اس میں لغزش کے طور پر کلام ہوتا ہے۔ جمہور اس کی بھی توثیق کرتے ہیں، یعنی اس کی بھی حدیث قوی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④.....اس پر اگر کمزور حفظ کی وجہ سے کلام ہو تو اس کی حدیث درجہ حسن سے نیچے کی نہیں ہے جسے ہم نے صحیح کے ادنیٰ درجات میں شمار کیا ہے۔

⑤.....بحمد اللہ جو ان دو کتابوں میں ہے اور بخاری و مسلم نے دلیل اصول میں پیش کی لیکن اس کی روایات ضعیف ہیں بخاری و مسلم کے نزدیک اس کی روایت حسن ہوگی یا صحیح۔

⑥..... جسے بخاری و مسلم نے شواہد و متابعات کے طور پر درج کیا ہے اور ان میں حفظ قلیل ہے، ان کی توثیق میں شبہ ہے اور اس کی توثیق میں تردد ہے۔ ہر راوی جس کی تخریج بخاری و مسلم نے کی ہے وہ ثقات میں سے ہے۔اس کو دلیلِ واضح کے بغیر ترک نہ کیا جائے۔

ترجیح بین الثقات:

ہاں صحیح کے مراتب ہیں اور ثقات کے طبقات ہیں۔جس کو ثقہ کہا گیا وہ مطلق ویسا نہیں ہے جس میں کلام کیا گیا ہو۔جس کے حفظ اور اجتہاد میں کلام ہے وہ ضعیف کی طرح نہیں ہے۔ نہ ہی ضعیف متروک کی طرح ہے۔اور نہ ہی متروک متہم و کذاب کی طرح ہے۔تعارض روایات کی صورت میں ترجیح پر عمل ہوتا ہے۔ثقات کے شمار سے مصنف معذور ہے اور مجہولین کی تعداد کا احاطہ محال ہے۔

البتہ جس کی تضعیف کی گئی یا اس میں ادنیٰ سا بھی کلام ہے، میں نے "المغنی" کے نام سے مختصر اور "المیزان" کے عنوان سے متوسط کتاب تالیف کی ہے۔

ثقہ جن کی تخریج صحیحین میں نہیں:

جن ثقات کی تخریج صحیحین میں نہیں ہے، ان میں سے بعض کی امام ترمذی و ابن خزیمہ رحمہما اللہ نے کی ہو۔ پھر وہ ثقات جن کو امام نسائی اور ابن حبان وغیرہ نے لیا ہو، پھر وہ جن کی تضعیف کسی نے نہ کی ہو۔اور ان مصنّفین نے ان رواۃ کی روایات سے احتجاج کیا ہو۔

بعض جن کے بارے کہا جاتا ہے: فلان ثقہ، فلان صدوق، فلان لاباَس بہ، فلان لیس بہ باَس، فلان محلّہ صدق، فلان شیخ، فلان مستور، فلان روی عنہ شعبہ، یا مالک یا یحییٰ اور اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثل: فلان جسن الحدیث ،فلان صالح الحدیث اور فلان صدوق ان شاء اللہ

یہ تمام القاب عمدہ و جید ہیں۔ مگر یہ شیخ کے درجے کو نہیں پہنچتے۔ تضعیف کبھی درجہ کامل صحت کو نہیں پہنچتی اس پر اتفاق ہے۔ لیکن ان میں زیادہ تر جن کو ہم نے ذکر کیا ہے احتجاج کے لیے متجاذب ہیں یعنی اس میں کوئی فیصلہ کن قول نہیں۔

جس راوی کے بارے میں ہو: لیس بالقوی، وانج بہ..... امام نسائی کئی ایک مقامات پر کہتے ہیں: لیس بالقوی اور اس کی حدیث اپنی کتاب میں درج کرتے ہیں۔ اس کا مطلب ہوتا ہے اس پر جرح مفسد نہیں ہے۔ کامل اہل ورع، ہوائے نفس سے دور، مکمل علم حدیث اور اس کے رجال وعلل جاننے والوں پر بھی کلام کیا گیا ہے۔

جرح وتعدیل:

اب ہم جرح و تعدیل کی عبارات اور جو ان کے درمیان باہمی مناسبت ہے اس کی طرف آتے ہیں۔

سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم استقراء تام کو جانیں، وہ اس طرح کے امام جہبذ (ماہر حدیث) کو جانیں، اس کی اصطلاحات و مقاصد کو اور اس کی کثیر عبارات کے ساتھ جان لیں۔

امام بخاری:

امام بخاری جب یہ کہتے ہیں "سکتوا عنه" اس سے ظاہر ہے کہ محدثین نے ان کے ساتھ جرح و تعدیل میں تعرض نہیں کیا۔ ہم نے استقراء کے ذریعہ جانا اس کا معنی ہے متروک۔ جیسا امام صاحب کی عادت ہے، وہ کہتے ہیں: "فیه نظر" یہ اس معنی میں کہ وہ متہم ہے، یا ثقہ نہیں ہے۔ لیکن ان کے نزدیک وہ انتہا درجہ کا ضعیف ہوتا ہے۔

امام ابو حاتم:

امام موصوف جب کہتے ہیں "لیس بالقوی" اس سے ان کی مراد ہوتی ہے کہ یہ شیخ درجہ قوت وثبت پر فائز نہیں ہے۔ اور امام بخاری لیس بالقوی کا اطلاق ضعیف شیخ پر کہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر جرح وتعدیل کے بیان میں یہ ضروری ہے کہ جارح کے احوال معلوم ہوں۔ ان میں بعض محدثین شدت (حاد) پر ہیں، اور بعض معتدل ومتساہل۔

شدت والے:

یحییٰ بن سعید، ابن معین، ابوحاتم اور ابن خراش وغیرھم۔

معتدل:

احمد بن حنبل، بخاری اور ابوزرعہ۔

متساہل:

ترمذی، حاکم اور بعض اوقات دارقطنی بھی ایسا کرتے ہیں۔

اگر امام کے مذہب کے موافق ہے یا اس حال میں کہ وہ اس کا شیخ ہے۔ تو اس کے برعکس اس سے نرمی کی جاتی ہے۔ عصمت تو انبیاء اور صدیقین اور عادل حکام کے لیے ہے۔ لیکن اس مؤید دین کی اللہ تعالی نے حفاظت کی ہے۔ علماء گمراہی پر مجتمع نہیں ہوتے نہ عمداً اور نہ بطور خطا۔ محدثین میں دو علماء بھی ضعیف کی توثیق نہیں کرتے اور نہ ثقہ کی تضعیف کرتے ہیں۔ قوت وضعف کے مراتب میں ان میں اختلاف رونما ہوا ہے۔ امام حاکم اپنے اجتہاد و قوت معرفت سے کلام کرتے ہیں۔ اگر نقد میں خطا واقع ہو تو ان کے لیے ایک اجر ہے۔ واللہ الموفق.

راوی میں اعتقاد کے سبب کلام:

شیخ کے نقد اور اس کے حفظ و غلط کے سلسلے میں ناقدین نے جو کہا ہے، اگر اس کے اعتقاد کے معاملے میں کلام کیا جائے تو اس کے حسب ذیل مراتب ہیں:

① بدعت غلیظہ

② بدعت غلیظہ کے علاوہ بدعت

③ بدعت کی طرف بلانے والا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ الکافّ (اپنے نفس کو روکنے والا) اور جو اُن کے درمیان مراتب ہوں

بحث و حکم:

جب کسی میں بدعت غلیظہ اور اس کی طرف دعوت پائی جائے تو ان سے روایت نہیں لی جائے گی۔ جب اس میں خفت و کف جمع ہوں تب اس سے روایت لی جائے گی۔

بدعت غلیظہ، جیسے غلو والے خوارج، جہمیہ اور رافضہ۔

خفت و ارجاء، جیسے تشیع میں پایا جاتا ہے۔ اور جو جھوٹ کو حلال جانے جیسے خطابیہ، ان کی احادیث رد کی جائیں گئیں۔

ہمارے شیخ ابن وہب نے کہا عقائد اور بدعت ایک دوسرے کی تکفیر کو لازم کرتے ہیں اور عصبیت اُبھارتے ہیں۔ اسی سے طعن تکفیر و تبدیع کا طعن ہے۔ متقدمین میں طبقہ متوسطہ کے اکثر رواۃ کا حال یوں ہی ہے۔

ہمارے نزدیک روایت میں مذاہب معتبر نہیں ہیں اور نہ ہم اہل قبلہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ شریعت میں سے متواتر کا انکار کرے، پھر اس کی تکفیر کا اعتبار ہے۔

ورع وضبط و تقویٰ کا جمع ہونا معتمد روایت کے لیے کافی ہے۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم خطابیہ روافض کے سوا اہلِ اہواء کی گواہی قبول نہیں کرتے۔

ہمارے شیخ نے کہا: کیا مبتدع کی روایت قبول کی جائے گی جو اس کے مذہب کے موافق ہو؟ جنھوں نے ان کی تہمت کے ساتھ شہادت کو رد کیا ہے، وہ قبول نہیں کرتے۔ جو بدعتی علانیہ بدعت کی طرف دعوت دے، اس کی روایت اس کی اہانت اور اس کے مذہب کے اخماد (ڈھانے) کے لیے رد کی جائے گی، سوائے اس کے کہ اس کے پاس کوئی منفرد اثر ہو۔ اس کے سماع کے بارے میں ہم کلام کر چکے ہیں۔

احوال جارح:

چاہیے کہ جارح کے احوال بھی متکلم فیہ کے ساتھ معلوم کیے جائیں۔ اگر جارح کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انحراف ظاہر ہوجائے اور مجروح کی توثیق کسی دوسرے طریقے سے کرنی پڑے تو منحرف اور اس کے مبہم اشارے کنارہ نہ کرو۔ اگر اس کے انحراف وغموز کی توثیق نہیں ہوتی تو اس سے نرمی اور رعایت برتو۔

متصوفہ اور اہل علم ظاہر:

ہمارے شیخ ابن وہب نے کہا: اسی طرح متصوفین اور ظاہریوں کے مابین اختلاف رونما ہوا ہے۔ ان کے درمیان ایسی بحثیں ہوئیں جس کی وجہ سے باہمی تنافر نے جنم لیا۔

یہ ایسی سختی ہے جس سے کامل عالم شواہد شریعت کے بغیر چھٹکارا حاصل نہیں کرسکتا۔ اور نہ ہم علم الفروع کے ذریعے اس کا احصار کرسکتے ہیں۔ کثیر احوال محققین صوفیہ ایسے ہیں جن کا علم الفروع حق و باطل میں تمیز نہیں کرتا جب کہ اصولی قواعد کی معرفت کے ساتھ ساتھ واجب وجائز کے درمیان تمییز اور محال عقلی اور محال عادی کا معلوم ہونا ضروری ہے۔

یہ خطرے کا مقام ہے جب قادح (ردّ وقدح کرنے والا) محق الصوفیہ کے بارے میں کلام کرے تو کہیں داخل نہ ہوجائے اس حدیث میں "من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربه ." (جس نے میرے ولی سے دشمنی کی، اس نے مجھ سے لڑائی مول لی۔)

اگر وہ صوفیہ میں کسی سے باطل سنتا ہے لیکن اس کا انکار نہیں کرتا، تب وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا تارک ٹھہرتا ہے۔

باطل کے انکار کا تارک امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا تارک ٹھہرتا ہے۔

لاعلمی کے سبب کلام علوم کے مراتب کے مطابق ہوتا ہے۔ اکثر متاخرین اس کے محتاج ہیں کیونکہ پہلے والوں نے علوم کا خزینہ بکھیرا ہے۔ حساب، ہندسہ (جیومیٹری) اور طب میں حق ہے۔ اور باطل ہے، جیسا طبیعیات، اکثر الٰہیات اور علم نجوم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان میں باطل کی آمیزش ہے۔

قادح کے لیے ضروری ہے کہ وہ حق و باطل میں فرق جانے، جس میں کفر نہیں اس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکفیر نہ کرے یا کافر کی روایت قبول نہ کرے۔

عدم ورع اور توہم اور متروک قرائن کی وجہ سے خلل واقع ہوا ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((الظن اکذب الحدیث)) ..... ''گمان سب سے جھوٹی بات ہے۔''

علم وتقویٰ جرح میں ضروری ہے، چونکہ ان شرائط کا مزکین (صالحین) میں پایا جانا مشکل ہے، جرح وتعدیل کے سلسلے میں خطرات بڑھ گئے ہیں۔

۲۴ المُؤْتلِف والمختلِف

فَنٌّ واسعُ مهم، وأهمُّه ما تكرَّر و كَثُرُ، وقد يَنْدُرُ كأَجْمَد بن عُجْيَان، وآبِي اللَّحْم، وابنِ أتشٍ الصَّنْعَانى، ومحمد بن عَبَادَة الواسِطى العِجْلى، ومحمد بن حُبَّان الباهِلى، وشُعَيثِ بن مُحَرَّر۔ والله أعلم.

۲۴ .....مؤتلف اور مختلف

یہ فن وسیع اور اہم ہے۔ اس میں وہی درک رکھتا ہے جو اس میں کثرت وتکرار کرتا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل افراد نے مہارت وندرت حاصل کی ہے۔

① احمد بن عجیان (صحابی رسول ﷺ)

② آبی اللحم

③ ابن اتش صنعانی

④ محمد بن عبادہ واسطی عجلی

⑤ محمد بن حبان باہلی اور، شعیث بن محرر مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ واللہ اعلم

تـــــــــمـــــــــت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ادارے کی دیگر کتب

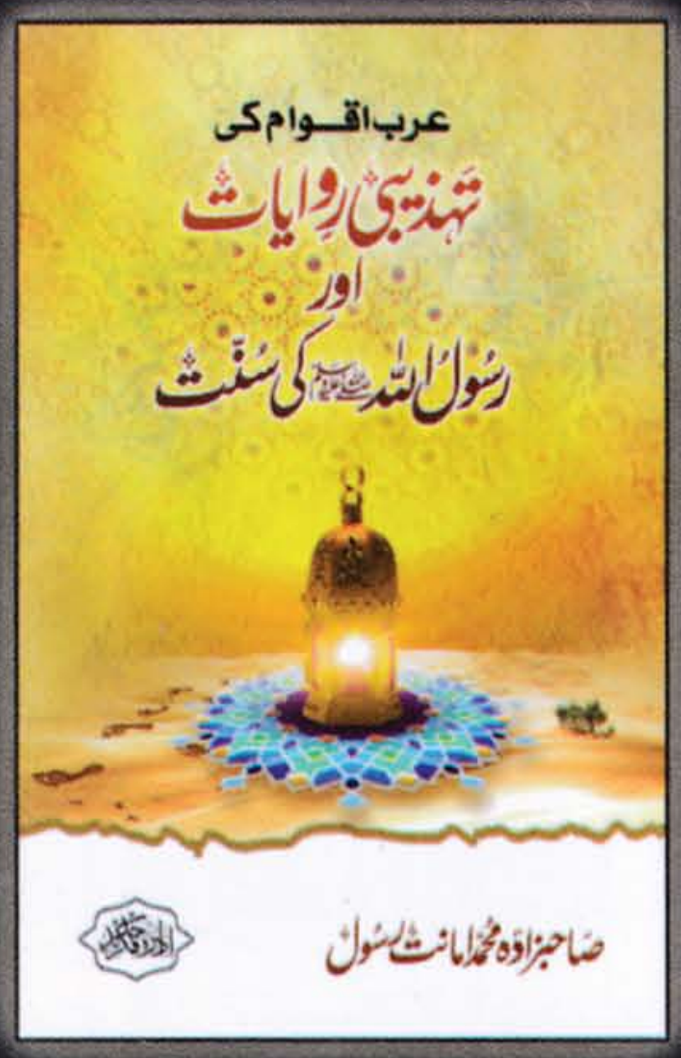

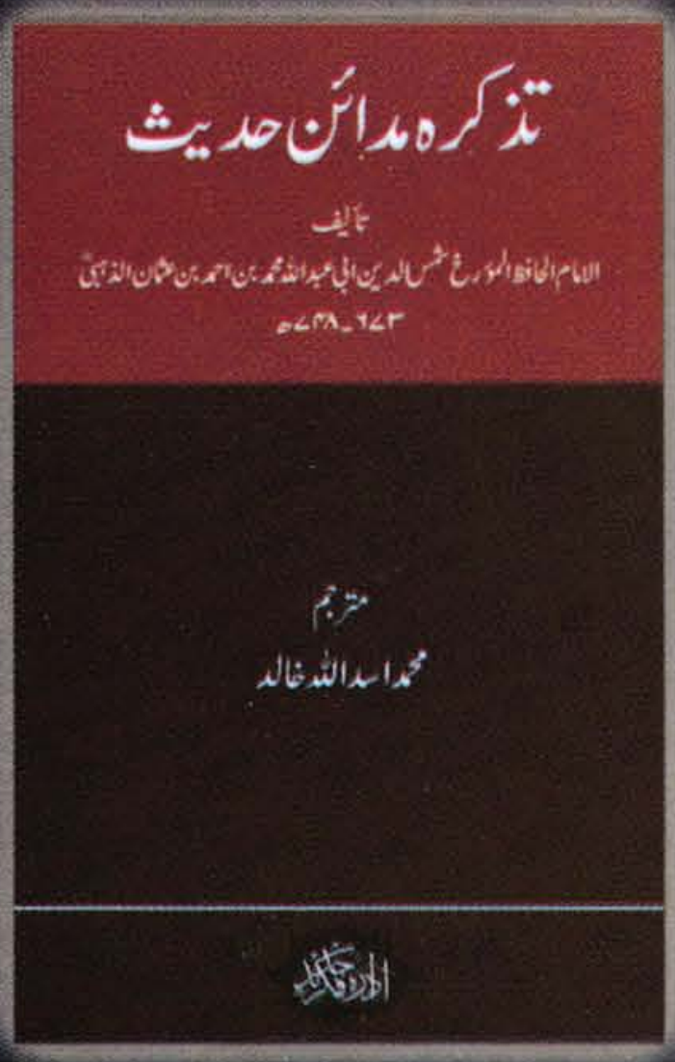

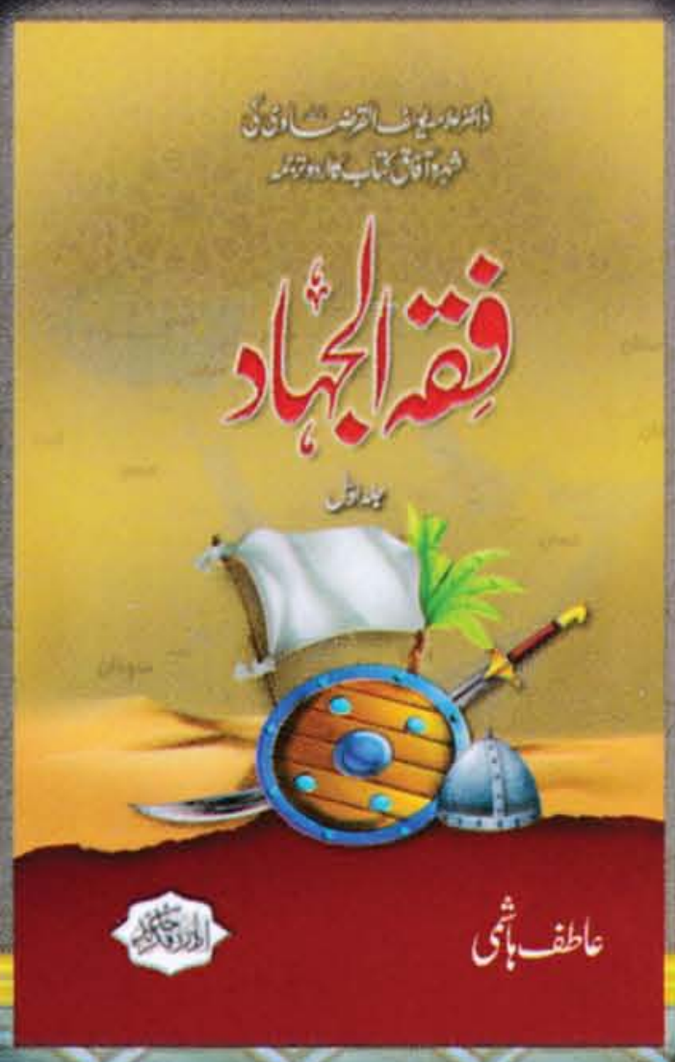

ادارۂ فکر جدید 128 بلاک ای، سوئی گیس ہاؤسنگ سوسائٹی، فیز 1 لاہور
0300-4220263 www.idarafikrejadeed.com